روزہ کے نواقض سے متعلق کچھ نئے مسائل

خالدسیف اللہ رحمانی

روزہ اسلام کا اہم ترین رکن ہے، روزہ سے متعلق بنیادی احکام قرآن وحدیث میں صراحت کے ساتھ منقول ہیں ؛ اسی لئے بمقابلہ دوسرے مسائل کے روزہ کے سلسلے میں فقہاء کے درمیان نسبتاً کم اختلاف رائے پایا جاتا ہے، روزہ کے لئے صوم کی تعبیر اختیار کی گئی ہے، جس کے معنی ہی رکنے (امساک) کے ہیں،سوال یہ ہے کہ روزہ میں کن چیزوں سے رکنا ضروری ہے؟ — اس سلسلہ میں تین چیزوں کا ذکر خود قرآن وحدیث میں وضاحت کے ساتھ آیا ہے، کھانا (اُکل)، پینا (شرب) اور عورت سے مخصوص تعلق (جماع)۔(۱)

یہ تینوں افعال معروف ہیں، اگر کسی عام آدمی سے بھی ان افعال کا ذکر کیا جائے تو وہ اس کے متبادر مفہوم کو بآسانی سمجھ سکتا ہے ؛ لیکن جب ان افعال کے مفاہیم اور ان کا دائرۂ اطلاق متعین کیا گیا اور ان کی اصطلاحی تعریف کی گئی تو قیاس واجتہاد کا سہارا لینا پڑا، چنانچہ اس پہلو سے مفطرات صوم کے بارے میں اختلاف رائے پیدا ہوا۔

نواقض صوم کے اُصول

کھانا اور پینا عام طور پر منہ کے راستہ سے ہوتا ہے اور جب کوئی چیز انسان کھاتا یا پیتا ہے تو ایسا نہیں ہوتا کہ سانس کی طرح ایک شی جسم کے اندر گئی اور فوراً باہر آگئی یا کلی کی طرح پانی منہ میں ڈالا گیا اور باہر پھینک دیا گیا، بلکہ یہ جسم میں قرار بھی پکڑتا ہے، اس کو دیکھتے ہوئے فقہاء نے چند اصول متعین کئے ہیں :

(۱) البقرۃ:۱۸۷

۱) روزہ جسم کے اندر داخل ہونے والی چیزوں سے ٹوٹتا ہے، جسم سے خارج ہونے والی چیز سے نہیں "إنما الفطر مما دخل وليس مما خرج "(۱)اور "صوم" کا لفظ بھی آیا ہے: "الصوم مما دخل وليس مما خرج "(۲)بعض روایتوں میں فطر کی جگہ "افطار" کا لفظ وارد ہوا ہے: "إنما الإفطار مما دخل وليس مما خرج"۔(۳)

اسی لئے اگر از خود قے ہوجائے اور اسے واپس نہیں نگلے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، اگر جسم سے خون نکالا جائے ، جیسا کہ آج کل انجکشن کے ذریعہ خون نکالا جاتا ہے اور جس کے لئے پہلے زمانہ میں پچھنا لگانے (حجامت) کا طریقہ اختیار کیا جاتا تھا، تو روزہ نہیں ٹوٹے گا: "أو ادهن أو احتجم أو قبّل لا يفطر "(۴)یہی امام مالکؒ کا بھی نقطۂ نظر ہے(۵)اور یہی رائے حضرات شوافع کی بھی ہے، البتہ امام احمدؒ کے یہاں پچھنا لگانا ناقض صوم ہے۔

۲) روزہ ان چیزوں سے ٹوٹے گا جو قدرتی طور پر بنے ہوئے راستوں (منافذ) کے ذریعہ جسم کے اندر پہنچے، انسان کے جسم میں جو مسامات ہیں، ان کے ذریعہ جسم کے اندر کسی چیز کے پہنچنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا؛ کیوں کہ اگر مسامات کے ذریعہ پہنچنے والی چیزیں بھی مفسد صوم ہوں تو غسل و وضوء وغیرہ بھی ممکن نہیں رہے گا؛ اسی لئے فقہاء نے غسل کرنے ، سر اور جسم میں تیل لگانے ، کلی کرنے ، ناک میں پانی ڈالنے وغیرہ کو مفسد صوم نہیں مانا ہے، چنانچہ علامہ ابن نجیم مصریؒ فرماتے ہیں :

---

(۱) السنن الكبرى للبيهقي ، عن ابن عباسؓ موقوفا ، كتاب الطهارة ، باب الوضوء من الدم يخرج من أحد السبيلين وغير ذلک من دود أو حصاة أو غيرهما، حدیث نمبر:۵۶۶، كتاب الصيام ، باب الإفطار بالطعام وبغير الطعام إذا إلخ، حدیث نمبر ۸۰۴۲

(۲) صحيح البخاری ، عن ابن عباسؓ وعكرمة موقوفا عليهما تعليقا ، كتاب الصوم ، باب الحجامة والقئ للصائم ، باب نمبر:۳۲، نیز دیکھئے: المعجم الكبير للطبرانی ، عن ابن مسعودؓ موقوفا، حدیث نمبر:۹۲۳۷، ۹۵۷۶، مصنف عبد الرزاق ، كتاب الطهارة ، باب من قال لا يتوضأ مما مست النار، حدیث نمبر:۶۵۸، ۷۵۱۸

(۳) مسند أبي يعلى ، عن عائشة رضى الله عنها مرفوعا، حدیث نمبر:۴۶۰۲، ۴۹۵۴

(۴) البحر الرائق:۴۷۶/۳

(۵) دیکھئے: المدونة الكبرى:۱۸۹/۱، في القئ للصائم

لأن الادهان غير مناف للصوم لعدم وجود المفطر صورة ومعنى ، والداخل من المسام لا من المسالک ، فلاينافيه کما لو اغتسل بالماء البارد ووجد برده فی کبده ۔ (۱)

نیز فتاوی عالمگیری میں ہے :

وما يدخل من مسام البدن من الدهن لا يفطر ومن اغتسل فی ماء وجد برده فی باطنه لا يفطره ۔ (۲)

۳) تیسرا اصول یہ ہے کہ باہر سے داخل ہونے والی چیز جسم میں موجود جوف میں پہنچے اوراس میں قرار پذیر ہوجائے ، تب روزہ ٹوٹے گا؛ اسی لئے فقہاء نے جابجا نواقض صوم کا ذکر کرتے ہوئے جسم کے اندر داخل ہونے والی چیز کے جوف میں پہنچنے کا ذکر کیا ہے :

وإن تمضمض أو استنشق فدخل الماء جوفه إن کان ذاکرا لصومه فسد صومه ، وإن لم يکن ذاکرا لصومه لا يفسد ۔ (۳)

——اسی طرح فقہاءِ شوافع میں امام نوویؒ فرماتے ہیں: ''من المفطرات دخول شئ فی جوفه'' (۴) بلکہ خود امام شافعیؒ نے بھی اس کی صراحت کی ہے کہ اگر دوا جوف میں پہنچ جائے تو وہ کھانے پینے کے درجہ میں ہے :

فإن کان انزل الدواء إذا وصل إلی الجوف بمنزلة المأکول أو المشروب ، فالرطب واليابس من المأکول عندهم سواء ۔ (۵)

اگر دوا ڈالی جائے اور معدہ تک پہنچ جائے تو یہ کھانے پینے کے درجہ میں ہے، پھر کھانے کی چیز تر ہو یا خشک، ان کے نزدیک برابر ہے۔

حنبلی دبستان فقہ کی ممتاز شخصیت علامہ ابن قدامہ کا بیان ہے :

---

(۱) البحر الرائق:۳/۴۷۶

(۲) الفتاوى الهندية:۱/۲۰۳، دیکھئے: رد المحتار:۳/۳۶۷، کتاب الصوم

(۳) الفتاوی الهنديه:۱/۲۰۲، کتاب الصوم (۴) روضة الطالبين:۲/۳۵۶

(۵) کتاب الأم للإمام الشافعي:۲/۱۰۱

یفطر بکل ما أدخله إلى جوفه أو مجوف فی جسده ، کدماغه وحلقه ونحو ذلک ، مما ینفذ إلى معدته ۔ (۱)

جو بھی چیز اس کے پیٹ (جوف) یا جسم کے کسی مجوف حصہ جیسے دماغ، حلق وغیرہ ـــــ جس کا معدہ کی طرف راستہ ہے، ـــــ میں داخل کرے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

امام مالکؒ کے یہاں بھی اس کا اشارہ موجود ہے، چنانچہ حقنہ کے بارے میں فرماتے ہیں :

وإن احتقن بشئ یصل إلى جوفه فأریٰ علیه القضاء ۔ (۲)

اگر کسی چیز کا حقنہ دیا جائے، جو پیٹ تک پہنچ جائے، تو میری رائے ہے کہ اس پر قضاء واجب ہوگی (یعنی روزہ ٹوٹ جائے گا)۔

۴) جوف کے سلسلہ میں بعض فقہاء نے یہ قید بھی لگائی ہے کہ اس میں غذا کو ہضم کرنے اور تحلیل کرنے کی صلاحیت بھی ہو؛ کیوں کہ داخل ہونے والی چیز جسم کے لئے اسی وقت نافع ہوتی ہے، جب کہ وہ ہضم ہو اور جسم کا جز بنے، عام طور پر فقہاء شوافع نے ایک قول مرجوح کی حیثیت سے اس کا ذکر کیا ہے، چنانچہ علامہ ابن حجر ہیثمی فرماتے ہیں :

وقیل یشترط مع هذا المذکور کونه یسمی جوفا أن یکون فیه قوة تحلیل الغذاء ـــــ بکسر غینه ثم معجمه ـــــ والدواء لأن ما لا تحیله لا ینفع به البدن ، فکان الواصل إلیه کالواصل لغیر جوف وردوه بأن الواصل للحلق مفطر مع أنه غیر محل فالحق به کل جوف کذلک ۔ (۳)

اور ایک رائے یہ ہے کہ ''جوف'' ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ اس میں غذا کو تحلیل کرنے کی صلاحیت بھی ہو،......اس لئے کہ جس چیز کو وہ تحلیل

(۱) الشرح الکبیر لابن قدامة مع المقنع والإنصاف:۷/۴۱۱،باب ما یفسد الصوم ویوجب الکفارة

(۲) المدونة الکبریٰ:۱/۱۷۷ (۳) تحفة المحتاج:۳/۴۰۲

نہ کرسکے، اس سے بدن فائدہ نہیں اٹھا سکتا، لہٰذا جوف تک پہنچ جانے والی چیز بھی اسی چیز کی طرح ہو جائے گی، جو جوف کے علاوہ تک پہنچے، اہل علم نے اس کا جواب دیا ہے کہ حلق تک پہنچنے والی چیزیں ناقض صوم ہیں، حالاں کہ اس میں کسی چیز کو تحلیل کرنے کی صلاحیت نہیں ہے؛ لہٰذا تمام مجوف حصے اسی حکم میں ہوں گے۔

نیز علامہ عبداللہ الکرجیؒ کا بیان ہے :

وقيل : يشترط مع هذا أن يكون فيه قوة تحيل الغذاء أو الدواء ۔ (۱)

ایک رائے یہ ہے کہ اس (جوف تک پہنچنے) کے ساتھ ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ اس میں غذا یا دوا کو تحلیل کرنے کی صلاحیت ہو۔

۵) کفارات کے واجب ہونے میں تو قصد وارداہ کا دخل ہے، یہاں تک کہ اگر بلا اردادہ کوئی چیز اندر چلی گئی تو کفارہ واجب نہیں ہوتا، لیکن روزہ ٹوٹنے کے سلسلے میں حنفیہ کے نزدیک قصد وارادہ کی اہمیت نہیں؛ بشرطیکہ وہ ایسی چیز ہو کہ جس سے بچنا ممکن ہو، جس چیز سے بچنا عادۃً ممکن نہیں ہو، وہ اگر بلا ارادہ داخل ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، چنانچہ علامہ داماد آفندیؒ فرماتے ہیں :

وإن دخل في حلقه غبارٌ أو دخان أو ذباب وهو ذاكر لصومه لا يفطر ولو أدخل حلقه مطر أو ثلج أفطر في الأصح ۔ (۲)

اور اگر غبار، دھواں یا مکھی داخل ہو جائے، حالاں کہ اس کو روزہ کی حالت میں ہونا یاد ہو، تب بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر اس کے حلق میں بارش یا برف داخل ہو جائے تو زیادہ صحیح قول کے مطابق روزہ ٹوٹ جائے گا۔

٦) فطری منافذ سے جو چیز بالارادہ جسم میں داخل کی جائے، ان سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، خواہ وہ جسم کے لئے مفید ہو یا مضر ہو، خواہ بدن کے لئے اصلاح کا باعث ہو یا فساد کا، کفارات کے واجب ہونے میں تو اس بات کو دخل ہے کہ جو چیز داخل کی گئی ہو، وہ مصلح اور مرغوب ہو، لیکن روزہ ٹوٹنے میں اس

(۱) زاد المحتاج:۱/۵۱۲ (۲) مجمع الأنهر:۱/۲۴۵، نیز دیکھئے: رد المحتار:۳/۳۷۸، کتاب الصوم

کا اعتبار نہیں، چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے :

وإذا ابتلع ما لا يتغذى به ولا يتداوى به عادةً كالحجر والتراب لا يوجب الكفارة ، ولو ابتلع حصاة أو نواةً أو حجرًا أو مدرًا أو قطنا أو حشيشا أو كاغذة فعليه القضاء ولا كفارة ، كذا في الخلاصة ۔ (۱)

اگر کسی چیز کو نگل جائے جس کو عادۃً نہ غذا کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور نہ دوا کے طور پر، جیسے: پتھر اور مٹی، تو کفارہ واجب نہیں ہوگا، اور اگر کنکر، گٹھلی، پتھر، مٹی کا ڈھیلا، روئی، گھاس یا کاغذ کو نگل جائے تو اس پر قضاء واجب ہوگی، کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

۷) فطری منافذ سے جو چیز بھی معدہ تک پہنچ جائے وہ روزہ کے لئے مفسد ہے، خواہ عادۃً جسم کے اندر کسی شئ کو پہنچانے کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہو یا نہیں، چنانچہ حنبلی مکتبۂ فکر کے ایک ممتاز فقیہ فرماتے ہیں :

السابع : الاحتقان من الدبر ؛ لأنه يصل إلى الجوف ؛ ولأنه غير المعتاد كالمعتاد في الواصل ؛ ولأنه ابلغ وأولىٰ من الاستعاط ۔ (۲)

(روزہ توڑ دینے والی) ساتویں چیز پیچھے کی راہ سے حقنہ کرنا ہے، اس لئے کہ وہ جوف تک پہنچ جاتا ہے اور پہنچ جانے والی خلاف عادت شئ بھی عادۃً پہنچنے والی شئ کے حکم میں ہے اور ناک سے چڑھانے کے مقابلہ یہ زیادہ جوف تک پہنچ جانے والی صورت ہے۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ فرماتے ہیں :

احتقن أو اسقط في أنفه شيئًا أو اقطر في أذنه دهنا أو داوىٰ جائفة أو آمة فوصل الدواء حقيقة إلى جوفه ودماغه أو ابتلع حصاة ونحوهما مما لا يأكله الإنسان أو يعافه أو يستقذره ۔ (۳)

(۱) الفتاوى الهنديه:۱/۲۰۲،كتاب الصوم (۲) المعتمد في فقه الإمام أحمد ، فصل في المفطرات:۱/۳۰۹

(۳) رد المحتار:۳/۳۷۶

حقنہ لیا، یا ناک میں کچھ چڑھایا، یا کان میں تیل کے قطرات ٹپکائے، پیٹ یا
سر کے گہرے زخم میں دوا ڈالی، چنانچہ حقیقۃً پیٹ اور دماغ تک پہنچ گئی، یا
کنکری وغیرہ ایسی چیز جس کو انسان کھاتا نہیں ہے، یا جس سے بچتا ہے یا
گھِن محسوس کرتا ہے، اس کو نگل گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

ان اُصول وقواعد کی روشنی میں اب مختلف فطری وغیر فطری منافذ سے جسم کے اندر پہنچائے جانے والی اشیاء کا حکم ذکر کیا جاتا ہے :

کان میں دوا ڈالنا

کان کے سلسلے میں فقہاء کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ دماغ جسم کا ایک مجوف حصہ ہے اور کان اور دماغ کے درمیان راستہ کھلا ہے؛ اس لئے کان میں ڈالی جانے والی دوا جوف دماغ تک پہنچ جاتی ہے، اسی بنا پر فقہاء احناف کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ کان میں ڈالی جانے والی ایسی چیز روزہ کے لئے مفسد ہے، جو جسم کے لئے مفسد ہو؛ البتہ چوں کہ اس سے کوئی لذت یا منفعت حاصل نہیں ہوتی؛ اس لئے کفارہ واجب نہیں ہوگا :

ومن احتقن أو استعط أو أقطر فی أذنه دهنا أفطر ، ولا كفارة عليه ، ولو دخل الدهن بغير صنعه فطره ، ولو أقطر فی أذنه الماء لا يفسد صومه ۔ (۱)

جس نے حقنہ لیا، ناک میں (کوئی چیز) چڑھائی یا کان میں تیل کے قطرات ڈالے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

نیز صاحب ہدایہ فرماتے ہیں :

ومن احتقن أو استعط أو أقطر فی أذنه أفطر لقوله عليه الصلاة والسلام : الفطر مما دخل ، ولوجود معنى الفطر به لوصول ما فيه صلاح البدن إلى الجوف ولا كفارة عليه لانعدامه صورة ، ولو أقطر في أذنيه الماء أو دخلهما لا يفسد صومه لانعدام المعنى والصورة ۔ (۲)

(۱) الفتاوی الهنديه:۱/۲۰۴،کتاب الصوم (۲) الهدايه:۱/۱۲۰،کتاب الصوم ، باب ما يوجب القضاء والكفارة

جس نے حقنہ لیا یا ناک میں پانی چڑھایا یا کان میں قطرہ ٹپکایا تو روزہ ٹوٹ جائے گا؛ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: داخل ہونے والی چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس لئے بھی کہ روزہ ٹوٹنے والی چیزوں کے سلسلہ میں جو اصل سبب ہے، وہ یہاں پایا جارہا ہے؛ اس لئے کہ ایسی چیز جوف تک پہنچ رہی ہے، جس میں بدن کی صلاح ہے، البتہ کفارہ واجب نہیں ہوگا؛ کیوں کہ صورۃً ناقض صوم (کھانا) نہیں پایا جارہا ہے اور اگر کان میں پانی کے قطرات ٹپکائے یا پانی کان میں داخل ہوگیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا؛ اس لئے کہ ناقض صوم نہ صورت کے اعتبار سے پایا جارہا ہے اور نہ مقصد کے اعتبار سے۔

اگر کان میں پانی ڈالا جائے تو چوں کہ یہ جسم کے لئے نفع وصلاح کا باعث نہیں ہے؛ اس لئے روزہ نہیں ٹوٹے گا: ''ولو أقطر فی أذنه الماء لا يفسد صومه'' (۱) —— البتہ یہ حنفیہ کے یہاں متفق علیہ رائے نہیں، صاحبینؒ کے نزدیک چوں کہ کان فطری اور اصلی منفذ نہیں ہے؛ اس لئے اس میں کسی چیز کے داخل کئے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، خود امام صاحب سے بھی ایک اور روایت منقول ہے کہ کان میں مرطوب چیز ڈالی گئی ہو تو روزہ ٹوٹے گا اور خشک چیز ڈالی گئی ہو تو نہیں؛ کیوں کہ مرطوب شئ میں پھیلنے اور پھسلنے کی صلاحیت ہوتی ہے اور خشک میں یہ صلاحیت نہیں ہوتی، چنانچہ علامہ داماد آفندیؒ رقم طراز ہیں:

...... أو أقطر في أذنه أو داوىٰ جائفة أو آمة فوصل الدواء إلى جوفه أو دماغه، هذا عند الإمام لوصول الغذاء إلى جوفه، وقالا: لا يفطر؛ لأنه لم يصل من المنفذ الأصلي وظاهره ان الرطب واليابس سواء، كما هو رأي أكثر المشائخ، فلو لم يصل الرطب إلى الجوف لم يفسد، وقيل: الرطب مفسد عنده خلافا لهما۔ (۲)

(۱) الفتاوى الهنديه، كتاب الصوم: ۱/۲۰۴، الهدايه: ۱/۱۲۰، كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء والكفارة

(۲) مجمع الأنهر: ۱/۲۴۱، كتاب الصوم

......کان میں قطرہ ٹپکائے یا پیٹ یا سر کے گہرے زخم میں دوا ڈالے اور دوا پیٹ یا دماغ تک پہنچ جائے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا؛ کیوں کہ غذا اس کے پیٹ تک پہنچ چکی ہے، صاحبینؒ کی رائے ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹے گا، اس لئے کہ یہ منفذ اصلی سے نہیں پہنچا ہے اور بہ ظاہر صاحبینؒ کے نزدیک خشک و مرطوب دونوں برابر ہیں، جیسا کہ اکثر مشائخ کی رائے ہے؛ لہٰذا تر دوا بھی جوف بطن تک نہ پہنچے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، بعض حضرات نے نقل کیا ہے کہ تر دوا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مطلقاً ناقض صوم ہے، صاحبینؒ کو اس سے اختلاف ہے۔

امام مالکؒ کا جو ارشاد نقل کیا گیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کان میں دوا ڈالنے کو مفسد صوم قرار دیتے تھے، لیکن اس وجہ سے کہ ان کے علم میں یہ بات تھی کہ کان سے حلق کی طرف راستہ موجود ہے؛ اسی لئے انھوں نے فرمایا کہ اگر کان میں ڈالی ہوئی چیز کا اثر حلق تک نہیں پہنچے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، چنانچہ صاحب مدونۃ ناقل ہیں :

فهل كان مالك يكره أن يصب في أذنيه الدهن في رمضان ؟ فقال : إن كان يصل ذلك إلى حلقه فلا يفعل ، قال ابن القاسم : وقال مالك : فإن وصل إلى حلقه فعليه القضاء ، قلت : أرأيت من صب في أذنيه الدهن من وجع ؟ فقال مالك : إن كان يصل إلى حلقه فعليه القضاء ، قال ابن القاسم : ولا كفارة عليه ، وإن لم يصل إلى حلقه فلا شئ عليه ۔ (۱)

کیا امام مالکؒ رمضان میں کانوں میں تیل ڈالنے کو نادرست سمجھتے تھے؟ جواب میں کہا: اگر یہ حلق تک پہنچ جائے تو ایسا نہ کرے، ابن قاسم نے نقل کیا ہے کہ امام مالکؒ نے فرمایا: اگر حلق تک پہنچ جائے تو اس پر قضاء واجب ہوگی،

(۱) المدونة الكبرى:۱/۱۷۷

میں نے دریافت کیا، آپ کی اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جو درد کی وجہ سے اپنے کانوں میں تیل ڈالے؟ امام مالکؒ نے فرمایا: اگر حلق تک پہنچ جائے تو قضاء واجب ہے، ابن قاسم نے کہا: البتہ اس پر کفارہ واجب نہیں، اور اگر حلق تک نہیں پہنچے تو اس پر کچھ واجب نہیں۔

فقہاء مالکیہ کی عبارتوں کو سامنے رکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے اکل وشرب کے مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے معدہ تک پہنچنے کو اصل میں مفسد صوم مانا ہے اور حلق چوں کہ معدہ کے لئے باب الداخلہ کی حیثیت رکھتا ہے اور جو چیز وہاں تک پہنچ گئی ہو غالب گمان یہی ہے کہ وہ معدہ تک پہنچ جائے گی؛ اس لئے جو چیز حلق تک پہنچ جائے وہ بھی مفسد صوم ہے، چنانچہ علامہ دردیرؒ مفسدات صوم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

وإن كان وصول المائع للحلق من غير فم كعين وإنف وأذن ۔ (۱)

اگر بہنے والی چیز منہ کے علاوہ کسی اور راستہ سے حلق تک پہنچے، جیسے، آنکھ، ناک اور کان، (تو روزہ ٹوٹ جائے گا)۔

گویا مالکیہ کے نزدیک کان میں ڈالی جانے والی شئی مفسد صوم ہے، بشرطیکہ حلق تک پہنچ جائے۔

امام شافعیؒ نے زخم پر ڈالی جانے والی دوا کے مفسد صوم ہونے اور نہ ہونے سے بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ زخم پر تر دوا رکھی جائے یا خشک، اگر جوف تک پہنچ جائے تو مفسد ہے: ''فخلص إلى جوفه فطره إذا داوىٰ وهو ذاكر لصومه عامد لادخاله في جوفه ''(۲) —— جوف کون سی چیزیں ہیں؟ اس سلسلے میں فقہاء شوافع نے تین چیزوں کا ذکر کیا ہے، دماغ کا اندرونی حصہ، آنتیں اور مثانہ: ''وعلى الوجهين جميعاً باطن الدماغ ، والامعاء والمثانة ''(۳) —— بعض حضرات نے اس پر پیٹ کا اضافہ کیا ہے، (۴) —— چنانچہ فقہاء شوافع نے بھی کان میں ڈالی جانے والی چیزوں کو

(۱) الشرح الصغير:۱/۶۹۸

(۲) كتاب الأم:۲/۱۰۱ (۳) روضة الطالبين:۲/۳۵۶

(۴) دیکھئے: زاد المحتاج:۱/۵۱۲، نیز دیکھئے: تحفة المحتاج لابن حجر هيثمي:۳/۴۰۲

اس صورت میں ناقض صوم مانا ہے، جب وہ مذکورہ چیزوں میں سے کسی تک پہنچ جائے :

ولو قطر فی أذنه شيئًا فوصل إلى الباطن أفطر على الأصح عن الاكثرين ۔ (۱)

اوراگر کان میں کوئی چیز ٹپکائے اوروہ اندرونی حصہ تک پہنچ جائے ،توزیادہ تر لوگوں کی نقل کے مطابق صحیح تر قول پر روزہ ٹوٹ جائے گا۔

کان میں ڈالی جانے والی شئ کے بارے میں غالبًا بعض حضرات کے ذہن میں یہ بات تھی کہ کان کے اندرونی حصہ میں ڈالی جانے والی دوا جوف تک پہنچ جاتی ہے؛ اس لئے انھوں نے کان کے اندرونی حصہ میں ڈالی جانے والی سیال دوا کومفسد قرار دیا:''**والتقطير فی باطن الأذن والإحليل مفطر في الأصح**''(۲)فقہاء حنابلہ کے یہاں —— جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے،—— بنیادی اُصول یہ ہے کہ باہر سے کوئی چیز جسم کے اندر داخل ہواور مجوف حصہ تک پہنچ جائے ،تب روزہ ٹوٹے گا،(۳) —— چوں کہ قدیم اطباء کا خیال تھا کہ کان کا دماغ کی طرف راستہ ہےاور دماغ مجوف ہیئت کا حامل ہے؛اس لئے انھوں نے بھی لکھا ہے کہ اگر کان میں کوئی چیز ٹپکائی جائے اور دماغ تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا،چنانچہ علامہ ابن قدامہ کا بیان ہے :

أوقطر في أذنه فوصل إلى دماغه أو داوىٰ مأمومة بما يصل إليه أفطر ۔ (۴)

ائمہ اربعہ کے علاوہ ابراہیم نخعیؒ کے بارے میں بھی منقول ہے کہ انھوں نے بھی روزہ کی حالت میں کان میں دواڈالنےکومنع کیا ہے:''**فإنه قد منع من صب الدواء في الأذن ، فمنعه من صبه في الأنف أولىٰ**''۔(۵)

حاصل یہ ہے کہ امام ابویوسفؒ اورامام محمدؒ کےنزدیک کان میں کسی شئ کا ڈالنا ناقض صوم نہیں ہے، چاہے وہ خشک ہو یا تر ،امام ابوحنیفہؒ کےقول مشہور کے مطابق مطلقاً روزہ ٹوٹ جائے گا،مگرایک روایت

(۱) روضة الطالبين:۲/۳۵۷ (۲) زاد المحتاج:۱/۵۱۳

(۳) دیکھئے:الشرح الصغير مع المقنع والانصاف:۷/۴۱۱ (۴) الكافي:۲/۳۳۹

(۵) موسوعة فقه إبراهيم نخعي:۲/۶۸۴

کے مطابق اگر کوئی مرطوب شیٔ کان میں ڈالی جائے تب روزہ فاسد ہوگا، خشک شیٔ کے ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، امام مالکؒ کے نزدیک اگر کوئی خشک چیز کان میں ڈالی جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، سیال شیٔ کا ڈالنا روزہ کے لئے اس وقت مفسد ہے، جب کہ وہ حلق تک پہنچ جائے، امام شافعیؒ کے نزیک کان میں ڈالی جانے والی شیٔ اگر اندر پہنچ جائے خواہ معدہ کی طرف یا دماغ کی طرف، تو روزہ ٹوٹ جائے گا، امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اگر کان میں ڈالی جانے والی شیٔ دماغ تک پہنچ گئی تو روزہ ٹوٹ جائے گا، ان تمام آراء کو سامنے رکھنے سے جو بات قابل وضاحت نظر آتی ہے، وہ یہ ہے کہ کان کا راستہ دماغ کی طرف یا حلق کی طرف ہے یا نہیں؟

اس سلسلہ میں قدیم فقہاء کے عہد میں واضح تحقیق سامنے نہیں آئی تھی، بعض حضرات کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ کان کا راستہ بند ہے؛ اس لئے انھوں نے کان میں ڈالی جانے والی اشیاء کو مفسد صوم نہیں مانا ہے، بعض حضرات تک یہ بات پہنچی کہ کان سے دماغ یا حلق تک راستہ موجود ہے؛ اس لئے انھوں نے اس کو مفسد صوم مانا ہے اور بعض فقہاء کو اس بارے میں تذبذب تھا؛ اس لئے انھوں نے مشروط حکم بیان فرمایا کہ اگر کان میں ڈالی جانے والی شیٔ حلق یا جوف دماغ تک پہنچ جائے تو مفسد صوم ہے ورنہ نہیں۔

یہ بات ظاہر ہے کہ اس سلسلہ میں کوئی نص موجود نہیں ہے، فقہاء نے حکم کی بنیاد اپنے زمانہ کی طبی معلومات پر رکھی ہے؛ اس لئے موجودہ طبی تحقیق کی روشنی میں ہی اس کا حکم متعین کیا جاسکتا ہے؛ کیوں کہ موجودہ دور میں علم الابدان اور میڈیکل سائنس میں بے حد ترقی ہوئی ہے اور انسان نہ صرف جسم کے اندرونی اجزاء کے بارے میں واقف ہو چکا ہے؛ بلکہ ان اعضاء کے اندر کھلی آنکھوں نظر نہ آنے والے خلیات اور ان خلیات کی ترکیب میں شامل ہونے والے جین کی بھی تحقیق ہو چکی ہے، بلکہ ایک مستقل سائنس اس سلسلہ میں وجود میں آچکی ہے، موجودہ دور میں ڈاکٹروں کی تحقیق یہ ہے کہ کان کی انتہاء پر ایک ایسا پردہ موجود ہے، جو اس پورے راستہ کا احاطہ کرتا ہے، یہی پردہ اصل میں آلۂ سماعت ہے، جب تک یہ پردہ محفوظ رہے، کان میں ڈالی جانے والی کوئی شیٔ حلق تک نہیں جاسکتی، چنانچہ لوگوں کا تجربہ بھی ہے کہ آنکھ اور ناک میں ڈالی جانے والی اشیاء کا مزہ جس طرح حلق میں محسوس ہوتا ہے، کان میں ڈالی جانے والی اشیاء کا ذائقہ حلق میں محسوس نہیں ہوتا ہے۔

جہاں تک دماغ کی بات ہے تو قدرت نے اس کی حفاظت کا غیر معمولی انتظام کیا ہے، ایک سخت اور مضبوط سات تہوں والی کھوپڑی کے بعد چمڑے کی دبیز تہہ ہے، پھر اس کے بعد ایک جھلی کے اندر دماغ کا ڈھانچہ رکھا گیا ہے، دماغ میں کوئی ایسا مجوف حصہ نہیں ہے، جس میں کسی شئ کے قرار پذیر ہونے کی گنجائش ہو، بلکہ اگر کوئی شئ دماغ کے اندر پیوست ہو جائے تو اس سے انسان کا پورا جسمانی نظام فساد کا شکار ہو سکتا ہے؛ کیوں کہ دماغ نہایت ہی باریک اعصابی نظام پر مشتمل ہے؛ اس لئے جو بات درست معلوم ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ کان میں دوا یا تیل وغیرہ کا ڈالنا یا پانی کا چلا جانا ناقض صوم نہیں ہے اور فقہاء کا جو اختلاف ہے وہ حقیقی اختلاف نہیں ہے، بلکہ صورت مسئلہ کی بابت اس عہد میں پوری تحقیق سامنے نہ آنے کی وجہ سے ہے، ہاں اگر کسی شخص کے کان کا پردہ پھٹ جائے اور کان میں ڈالی جانے والی شئ کا ڈاکٹروں کے بیان کے مطابق حلق تک پہنچنا ممکن ہو گیا ہو —— جو بہ ظاہر ممکن نہ ہو —— تب اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

آنکھ میں دوا کا حکم

حنفیہ کے نزدیک آنکھ میں دوا ڈالی جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا :

ولو أقطر شيئا من الدواء في عينيه لا يفطر صومه عندنا وإن وجد طعمه في حلقه ، وإذا بزق فرأى أثر الكحل ولونه في بزاقه ، عامة المشائخ على أنه لا يفسد صومه ۔ (۱)

اگر آنکھوں میں کوئی دوا ٹپکائے تو ہمارے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹے گا، گو حلق میں اس کا مزا محسوس ہو اور جب تھوکے اور تھوک میں سرمہ کا اثر اور رنگ پائے تب بھی اکثر مشائخ کی رائے یہی ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

اسی لئے فقہ حنفی کی تمام ہی کتابوں میں اس کی صراحت ملتی ہے کہ سرمہ لگانا ناقض صوم نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) هنديه:۱/۲۰۳،كتاب الصوم

(۲) البحرا لرائق:۳/۴۷۶،تحفة الملوك ، كتاب الصوم ، باب ما يكره للصائم وما لا يكره :۱/۱۴۴،الجامع الصغير ، كتاب الصوم ، باب فيما يوجب القضاء والكفارة وفيما لا يوجبه:۱/۱۳۹،مراقی الفلاح:۱/۲۴۶،الهدايه:۱/۱۲۰

فقہاء مالکیہ نے یہاں بھی اسی اصول کو برتا ہے جو کان کے سلسلہ میں ہے کہ اگر ڈالی جانے والی شئ سیال ہو اور حلق تک پہنچ جائے تب روزہ ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں: ''وإن كان وصول المائع للحلق من غير فم كعين'' (۱) —— دسوقی نے صراحت کی ہے کہ اگر یہ حلق تک نہیں پہنچے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا :

فإن تحقق عدم وصوله للحلق من هذه المنافذ ، فلا شئ عليه إلخ ۔ (۲)

البتہ سرمہ لگانے کے سلسلہ میں خود امام مالکؒ نے بھی یہی اصول بیان فرمایا ہے کہ اگر حلق تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا واجب ہوگی :

قلت : فهل كان مالك يكره الكحل للصائم ؟ فقال : قال مالك : هو اعلم بنفسه منهم من يدخل ذلك حلقه ، منهم من لا يدخل ذلك حلقه ، فإن كان ممن يدخل ذلك حلقه فلا يفعل ، قلت : فإن فعل أترى عليه القضاء والكفارة ؟ فقال : قال مالك : إذا دخل حلقه وعلم أنه قد وصل الكحل إلى حلقه فعليه القضاء ۔ (۳)

میں نے دریافت کیا: کیا امام مالک روزہ دار کے لئے سرمہ لگانے کو نا درست سمجھتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: امام مالک نے کہا: وہ اپنے حال سے خود ہی زیادہ واقف ہے ؛ کیوں کہ بعض لوگ اسے حلق تک پہنچا دیتے ہیں اور بعض نہیں پہنچاتے ، اگر حلق تک پہنچ جاتا ہو تو سرمہ نہیں لگائے ، میں نے پوچھا: اگر ایسا کر ہی لے تو کیا آپ کی رائے میں اس پر قضا اور کفارہ واجب ہوگا ؟ امام مالکؒ نے فرمایا: حلق میں داخل ہو اور یقین ہو جائے کہ سرمہ حلق تک پہنچ گیا ہے تو اس پر قضا واجب ہوگی۔

یہی بات دوسرے فقہائے مالکیہ نے بھی لکھی ہے۔ (۴)

فقہاء شوافع کے نزدیک آنکھ چوں کہ خود جوف نہیں ہے اور ان کی تحقیق کے مطابق آنکھ سے حلق کی

---

(۱) الشرح الصغير:۱/۶۹۸
(۲) حاشية الدسوقی:۲/۱۵۱، ط، بیروت
(۳) المدونة الكبرى:۱/۱۷۷
(۴) التاج والإكليل مع مواهب الجليل:۳/۳۸۴-۳۸۷

طرف راستہ بھی نہیں ہے؛ اس لئے آنکھ میں سرمہ لگانا ناقض صوم نہیں ہے، گرچہ اس کا اثر حلق میں محسوس ہو، چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں :

لا بأس بالاكتحال للصائم ، سواء وجد في حلقه منه طعما أم لا ؛ لأن العين ليست بجوف ، ولا منفذ منها إلى الحلق ۔ (۱)

ابن حجر ہیثمیؒ نے بھی یہی لکھا ہے اور صراحت کی ہے کہ اگر سرمہ کا رنگ ومزہ محسوس ہو تب بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا، (۲) ـــــ لیکن انھوں نے اس بات کو ترجیح دیا ہے کہ یہ خلاف اولیٰ ہے، شیروانی نے اس پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ محض خلاف اولی نہیں، بلکہ مکروہ ہے؛ کیوں کہ جن لوگوں نے ناقض صوم نہ ہونے سے اختلاف کیا ہے، ان کی دلیل بھی قوی ہے :

أقول : قوة الخلاف لا تناسب كونه خلاف الأولىٰ ؛ بل تؤيد الكراهة ۔ (۳)

جب سرمہ کے اجزاء کا حلق تک پہنچ جانا روزہ کے لئے مفسد نہیں ہے، تو بظاہر یہی حکم سیال چیزوں کے ڈالنے کا بھی ہونا چاہئے ؛ کیوں کہ خشک چیزوں میں کسی شئ کے اجزاء زیادہ مقدار میں موجود ہوتے ہیں اور عام طور پر سیال اشیاء میں نسبتاً کم۔

حنابلہ کے نزدیک سرمہ یا کوئی بھی شئ جو آنکھ میں ڈالی جائے اور حلق تک پہنچ جائے، ناقض صوم ہے :

...... أو ما يدخل من العين إلى الحلق كالكحل ۔ (۴)

کیوں کہ فقہاء حنابلہ کی تحقیق یہ ہے کہ آنکھ کا حلق کی طرف منفذ موجود ہے، چنانچہ ابن قدامہ وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

وإن اكتحل فوصل الكحل إلى حلقه أفطر ؛ لأن العين منفذ ولذلك المكتحل يجد مرارة الكحل في حلقه وتخرج أجزاؤه

(۱) روضة الطالبين:۲/۳۵۷ (۲) دیکھئے:تحفة المحتاج:۳/۴۰۳

(۳) حاشية شير وانى على تحفة المحتاج للهيثمى:۳/۴۰۳

(۴) الشرح الكبير مع المقنع والانصاف:۷/۴۱۱

في نخامته ، وإن شك في وصوله لكونه يسيرًا كالميل ونحوه ولم يجد طعمه لم يفطر ۔ (۱)

اگر سرمہ لگائے اور سرمہ حلق تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا؛ اس لئے کہ آنکھ منفذ ہے اور اسی لئے سرمہ لگانے والا سرمہ کی تلخی اپنے حلق میں محسوس کرتا ہے، نیز سرمہ کے اجزاء اس کی نیٹ میں نکلتے ہیں اور اگر سرمہ کے حلق تک پہنچنے میں شک ہو؛ کیوں کہ وہ سلائی وغیرہ پر لگے ہوئے سرمہ کی طرح معمولی مقدار میں ہو، تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

غرض کہ حنفیہ اور شوافع کے نزدیک آنکھ میں ڈالی جانے والی سیال یا جامد اشیاء سے روزہ نہیں ٹوٹتا ، اگر چہ اس کا ذائقہ اور بو حلق تک پہنچ جائے ، اور حنابلہ کے نزدیک آنکھ میں ڈالی جانے والی شئ کا اثر حلق میں محسوس ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں ، اور مالکیہ کی رائے میں سیال دوا ڈالی جائے ، تب تو مطلقاً ناقض صوم ہے ، اور اگر سرمہ لگایا جائے تو اس صورت میں روزہ ٹوٹے گا جب کہ حلق میں اس کا اثر محسوس کیا جائے۔

جن حضرات نے آنکھ میں دوا یا سرمہ کو ناقض صوم قرار دیا ہے ، انھوں نے اکل وشرب پر قیاس کیا ہے؛ کیوں کہ کھانے پینے کے ناقض صوم ہونے کا حکم تعبدی نہیں ہے ، بلکہ علت معلوم ہے اور وہ علت ہے باہر سے کسی چیز کا معدہ تک پہنچنا ، یہ علت اس صورت میں بھی پائی جاتی ہے ، جب آنکھ کے ذریعہ کوئی چیز حلق تک پہنچے ، چوں کہ سیال شئ کے بارے میں زیادہ امکان ہے کہ وہ حلق تک پہنچ جائے ؛ اسی لئے امام مالکؒ کے یہاں سیال شئ مطلق ناقض صوم ہے اور اگر سرمہ ہو تو روزہ اس صورت میں فاسد ہوگا ، جب کہ حلق تک اس کا اثر پہنچ گیا ہو ، جن حضرات نے آنکھ میں ڈالی جانے والی دوا یا سرمہ کو ناقض صوم نہیں مانا ہے ، ان کے پیش نظر دو حدیثیں ہیں ، ایک روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ہے :

جاء رجل إلى النبي ﷺ ، قال : اشتكت عيني ، أفأكتحل وأنا صائم ؟ قال : نعم ۔ (۲)

---

(۱) الكافي:۲/۲۳۹-۲۴۰ (۲) ترمذی ، كتاب الصوم ، باب ما جاء في الكحل للصائم ، حدیث نمبر:۷۲۶

ایک صاحب بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے، عرض کیا: میری آنکھوں میں تکلیف ہے، کیا میں روزہ میں سرمہ لگا سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

اس روایت کو امام ابوداؤد نے بھی نقل کیا ہے: ''عن أنس بن مالك أنه كان يكتحل وهو صائم ''(۱) — امام ترمذی نے اس روایت کو ابوعاتکہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس مضمون کی کوئی صحیح روایت آپ ﷺ سے منقول نہیں: ''حديث أنس حديث ليس إسناده بالقوي ولا يصح عن النبى ﷺ في هذا الباب شئ، وأبو عاتكة يضعف ''(۲) — دوسری روایت سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ کی حالت میں سرمہ لگایا ہے: ''اكتحل رسول الله ﷺ وهو صائم ''(۳) — یہ روایت بھی سند کے اعتبار سے ضعیف ہے، چنانچہ حافظ ابن حجرؒ نے اس روایت پر کلام کرتے ہوئے لکھا ہے :

> قال النووي في شرح المهذب : رواه ابن ماجة بإسناد ضعيف من رواية بقية عن سعيد بن أبي سعيد عن هشام ، سعيد ضعيف ، قال : وقد اتفق الحفاظ على أن رواية بقية عن المجهولين مردودة ، قال ابن أبي حاتم عن أبيه : هذا حديث منكر ، وقال في محمد أنه منكر الحديث ، في رواية البيهقي من طريق محمد بن عبيد الله بن أبي رافع عن أبيه ، وكذا قال البخاري : ورواه ابن حبان في الضعفاء ۔ (۴)

امام نوویؒ نے شرح مہذب میں لکھا ہے کہ اسے ابن ماجہ نے ایک ضعیف سند

(۱) أبوداؤد ، كتاب الصيام ، با ب في الكحل عند النوم للصائم، حدیث نمبر:۲۳۷۸

(۲) ترمذی ، كتاب الصوم ، باب ما جاء في الكحل للصائم ، حدیث نمبر:۷۲۶

(۳) سنن ابن ماجة ، كتاب الصيام ، باب ما جاء في السواک والكحل للصائم، حدیث نمبر:۱۶۷۸، بہ تحقیق: محمد مصطفى اعظمى ،المعجم الصغير للطبرانى ، حرف الحاء ، باب من اسمه الحسين ، حدیث نمبر:۴۰۱، أبو يعلى ، تابع مسند عائشه رضى الله عنها ، حدیث نمبر:۴۷۹۲،سنن البيهقى ، كتاب الصيام ، باب الصائم يكتحل، حدیث نمبر:۸۰۴۸

(۴) تلخيص الحبير ، كتاب الصيام:۲/۴۱۲

سے روایت کیا ہے، یعنی بقیہ، سعید بن ابی سعید سے اور وہ ہشام سے، حالاں کہ سعید ضعیف ہیں، اور حفاظ حدیث کا اتفاق ہے کہ مجہول راوی سے بقیہ کی روایت قابل رد ہے، ابو حاتم سے منقول ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے اور انھوں نے محمد کے بارے میں کہا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہیں جو بیہقی کی سند میں آئے ہیں، یعنی محمد بن عبید اللہ بن رافع، یہی بات امام بخاریؒ نے بھی کہی ہے اور ابن حبان نے ان کو ضعفاء میں شمار کیا ہے۔

زوائد ابن ماجہ میں بھی سعید بن عبد الجبار زبیدی کی وجہ سے اس کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔(۱)

نوویؒ کے اس اقتباس میں ابورافع کی جس روایت کا ذکر آیا ہے، اسے طبرانی اور بیہقی نے نقل کیا ہے:

كان رسول الله ﷺ يكتحل بالإثمد وهو صائم ۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں ''اثمد'' نامی سرمہ لگایا کرتے تھے۔

علامہ ہیثمی نے اس روایت کو سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ہے؛ کیوں کہ اس میں حبان اور محمد بن عبید ضعیف ہیں: ''**حبان بن على بن محمد بن عبيد الله بن أبى رافع وقد وثقا وفيهما كلام كثير**'' (۳) اس روایت کو بیہقی نے بھی شعب الایمان میں بھی نقل کیا ہے اور ضعیف قرار دیا ہے، بلکہ ابن جوزی نے تو اسے موضوعات میں قرار دیا ہے، علامہ زیلعی نے اس روایت کے ضعیف ہونے پر تفصیل سے کلام کیا ہے، (۴) —— اسی طرح یہ روایت حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے، لیکن اس کی سند بھی قوی نہیں۔(۵)

---

(۱) دیکھئے: سنن ابن ماجة، كتاب الصيام، باب ما جاء في السواك والكحل للصائم، حدیث نمبر: ۱۶۷۸، بہ تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی (۲) المعجم الكبير للطبرانى، باب الألف، أبو رافع مولى رسول الله ﷺ إبراهيم ويقال اسمه أسلم، حدیث نمبر: ۹۳۹، نیز دیکھئے: السنن الكبرى للبيهقى، كتاب كتاب الصيام، باب الصائم يكتحل، حدیث نمبر: ۸۰۴۷ (۳) مجمع الزوائد، كتاب الصيام، باب الكحل للصائم، حدیث نمبر: ۴۹۷۱

(۴) دیکھئے: نصب الراية: ۲/۴۵۵، كتاب الصيام، باب ما يوجب القضاء والكفارة

(۵) تفصیل کے لئے دیکھئے: البدر المنير لابن الملقن: ۵/۶۶۶، كتاب الصيام، الحديث الثالث عشر

ان تفصیلات سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ روزہ میں سرمہ لگائے جانے سے متعلق احادیث ضعف سے خالی نہیں ہیں، اور غالبًا جن حضرات نے آنکھ میں دوا ڈالنے کو اور سرمہ لگانے کو ناقض صوم نہیں مانا ہے، ان کو اس بارے میں تردد تھا کہ آنکھ سے حلق کی طرف فطری منفذ ہے یا نہیں؟—— موجودہ دور میں یہ بات میڈیکل سائنس کی روشنی میں تحقیق کو پہنچ گئی ہے کہ آنکھ کا راستہ حلق تک موجود ہے، یہ بات تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ آنکھ میں ڈالی جانے والی دوا کا اثر فوری طور پر حلق میں محسوس ہوتا ہے؛ اس لئے اس حقیر کی رائے ہے کہ اس سلسلے میں امام مالکؒ کا نقطۂ نظر زیادہ قابل قبول اور مبنی بر احتیاط ہے کہ اگر آنکھ میں سیال دوا ڈالی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، مگر کراہت سے یہ بھی خالی نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

ناک کے ذریعہ دوا وغیرہ پہنچانا

رسول اللہ ﷺ نے روزہ کی حالت میں وضوء میں ناک میں پانی ڈالتے ہوئے مبالغہ سے گریز کرنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں :

بالغ في الاستنشاق إلا أن تكون صائما ۔ (۱)

اسی لئے فقہاء نے صراحت کی ہے کہ روزہ دار ناک میں پانی ڈالتے ہوئے مبالغہ نہ کرے، بلکہ ہلکے طریقہ پر ناک میں پانی ڈالے :

الصائم لا يبالغ أى مطلقا و لو صام نفلا ۔ (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ خود ناک میں کسی چیز کا داخل کیا جانا ناقض صوم نہیں ہے، ورنہ تو روزہ دار کو ناک میں پانی ڈالنا ممنوع ہوتا نہ کہ سنت اور بعض فقہاء کے اقوال پر واجب، البتہ چوں کہ ناک کا راستہ حلق کی طرف اور قدیم فقہاء کے بیان کے مطابق دماغ کی طرف ہے، اور ناک سے کوئی چیز کھینچی جائے،

(۱) سنن أبی داؤد ، كتاب الصيام ، باب الاستنشاق للصائم ،حدیث نمبر:۲۳۶۶،سنن الترمذی ، کتاب الصوم ، باب كراهية مبالغة الاستنشاق للصائم،حدیث نمبر:۷۸۸،قال أبو عيسى : هذا حديث حسن صحيح " ، سنن النسائی،حدیث نمبر:۸۷،سنن ابن ماجة،حدیث نمبر:۴۰۷

(۲) حاشية الطحطاوی علی المراقي:۶۴/۲،مراقی الفلاح :۲۰/۱

یا اس میں کوئی چیز ڈالی جائے، تو اس بات کا غالب امکان ہے کہ وہ ناک کے بانسوں سے آگے بڑھ کر حلق یا دماغ تک پہنچ جائے، اس لئے اسے ناقض صوم مانا گیا ہے، چنانچہ علامہ ابن نجیم مصریؒ نے ''نواقض صوم'' کا ذکر کرتے ہوئے ناک میں چڑھانے (استعاط) کا بھی ذکر کیا ہے،(۱) یہی بات دیگر فقہاء احناف نے بھی لکھی ہے،(۲)—فقہاء مالکیہ بھی صراحت کرتے ہیں کہ اگر ناک کے ذریعہ کوئی مائع یعنی سیال چیز حلق تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر سیال چیز نہ ہو تو صرف حلق تک پہنچنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، بلکہ معدہ تک پہنچنے سے روزہ ٹوٹے گا،(۳) علامہ برزلی مالکی سے منقول ہے :

> **من رعف فأمسک أنفه وخرج الدم من فيه ولم يرجع إلى حلقه فلا شئ عليه ؛ لأن منفذ الأنف إلى الفم دون الجوف ، فهو ما لم يصل إلى الجوف لا شئ ۔ (۴)**
>
> جس کو نکسیر ہو جائے وہ اپنی ناک کو پکڑ لے، خون اس کے منہ سے نکل جائے اور حلق کی طرف لوٹے نہیں، تو اس پر کچھ واجب نہیں؛ کیوں کہ ناک کا منفذ منہ کی طرف ہے نہ کہ جوف کی طرف، تو جب تک جوف تک نہ پہنچے کچھ واجب نہیں ہوگا۔

فقہاء شوافع نے بھی ناک میں کسی چیز کے چڑھانے کو ناقض صوم قرار دیا ہے،(۵) یہی بات دیگر شوافع اہل علم نے بھی کہی ہے: ''......مفطر بالاستعاط راجع للدماغ''(۶) خود امام شافعیؒ نے اس سلسلہ میں جو بات لکھی ہے، وہ قابل ذکر ہے اور فقہاء شوافع کی تصریحات سے کسی قدر مختلف معلوم ہوتی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں :

> **ولا يستبلغ في الإستنشاق ؛ لئلا يذهب في رأسه ، وإن ذهب في رأسه لم يفطره ۔ (۷)**

(۱) البحر الرائق:۲/۴۸۵
(۲) دیکھئے: فتاوی هنديه:۱/۲۰۴، رد المحتار:۳/۳۷۳
(۳) الشرح الصغير:۱/۶۹۸
(۴) مواهب الجليل:۴/۳۴۷
(۵) تحفة المحتاج لابن حجر:۳/۴۰۲
(۶) زاد المحتاج:۱/۵۱۱
(۷) کتاب الأم للشافعي:۲/۱۰۱

اور (روزہ دار) ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ سے کام نہ لے کہ کہیں پانی اس کے سر میں چلا جائے اور اگر سر میں چلا گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام شافعیؒ کے نزدیک ناک سے کسی چیز کا دماغ کی طرف جانا مفسد صوم نہیں ہے، شاید اس سلسلہ میں ایک سے زیادہ اقوال ہوں اور فقہ شافعی کے متبعین نے احتیاطاً روزہ فاسد ہونے والے قول کو لیا ہو۔

حنابلہ کے یہاں بھی ناک میں کسی چیز کے کھینچنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؛ کیوں کہ ان کے نزدیک ناک کا راستہ دماغ کی طرف ہے، چنانچہ علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں :

...... **لأنه إذا بطل بالسعوط دل على أنه يبطل بكل واصل من أي موضع كان ولأن الدماغ أحد الجوفين فأبطل الصوم ما يصل إليه كالأخر ۔ (۱)**

......اس لئے کہ جب ناک میں چڑھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جوف دماغ تک پہنچنے والی چیز روزہ کو باطل کر دیتی ہے، خواہ وہ کسی جگہ سے پہنچے اور اس لئے کہ دماغ بھی دو جوف میں سے ایک ہے، تو جوف معدہ کی طرح جوف دماغ میں بھی پہنچنے والی چیز مفسد صوم ہوگی۔

فقہ حنبلی کی دوسری کتابوں میں بھی ناک میں کسی چیز کے چڑھانے سے روزہ ٹوٹ جانے کا ذکر موجود ہے۔(۲)

حنابلہ کا عام قول تو یہ ہے کہ ناک میں چڑھائی جانے والی شئ اس وقت مفسد صوم ہوگی، جب کہ وہ حلق یا دماغ تک پہنچ جائے؛ البتہ ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر خیشوم یعنی ناک کے بانسوں کے آخری حصہ تک پہنچ جائے تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا :

قوله : أو استعط ، سواء كان بدهن أو غيره ، فوصل إلى حلقه أو

---

(۱) الكافي لابن قدامه:۳/۳۴۰

(۲) دیکھئے:منتهى الإرادات لابن نجار حنبلى:۲/۲۱، نیز الشرح الكبير مع المقنع والإنصاف:۷/۴۰۹

دماغه ، فسد صومه ، هذا المذهب ، وعليه الأصحاب ، وقال المصنف في "الكافي" إن وصل إلى خياشيمه أفطر ، لنهيه عليه أفضل الصلاة والسلام الصائم عن المبالغة في الاستنشاق ۔ (۱)

ناک میں کسی چیز کے ڈالنے کا مفسد صوم ہونا ابراہیم نخعیؒ سے بھی منقول ہے،(۲) چنانچہ سعدی حبیب نے اس پر اجماع قرار دیا ہے: "كره أهل العلم السعوط للصائم ورأوا أن ذلک يفطره"۔(۳)

منہ کے ذریعہ غذا یا دوا وغیرہ کا اندر جانا

کتاب وسنت میں روزہ کی حالت میں اصلاً جس چیز سے رکنے کا حکم دیا گیا ہے وہ اکل وشرب یعنی کھانا و پینا ہے، اور کھانے پینے کا اصل راستہ منہ ہے، لیکن منہ میں رکھنے کو کھانا پینا نہیں کہتے، جب تک کہ کوئی چیز حلق سے گزر کر آگے نہ چلی جائے اور عام طور پر جو چیز حلق سے تجاوز کرتی ہے، وہ معدہ تک پہنچ جاتی ہے؛ اس لئے اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر کوئی چیز منہ کے راستے سے نگل لی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، خواہ نگلنے والی چیز دوا ہو یا غذا یا کوئی اور چیز، اور وہ جسم کے لئے مفید ہو یا نقصان دہ، فرق صرف اتنا ہوگا کہ جو چیز عادۃً نہیں کھائی جاتی ہے، جیسے: کنکر، پتھر، لکڑی، لوہا، کاغذ، تو ان کے کھانے پر صرف روزہ کی قضاء واجب ہوگی، کفارہ نہیں،(۴) یہاں تک کہ حنفیہ کے نزدیک اگر خطاً (بلا ارادہ) پانی حلق سے نیچے چلا گیا تب بھی روزہ ٹوٹ جائے گا :

وإن تمضمض أو استنشق فدخل الماء جوفه ، إن كان ذاكرًا لصومه ، فسد صومه وعليه القضاء ۔ (۵)

بلکہ اگر کسی شخص نے روزہ دار کی طرف کوئی چیز پھینکی اور وہ حلق میں داخل ہوگئی، تب بھی روزہ ٹوٹ جائے گا :

ولو رمى رجل إلى صائم شيئا فدخل حلقه فسد صومه ؛ لأنه بمنزلة المخطئ ۔ (۶)

(۱) الإنصاف:۷/۴۰۹
(۲) دیکھئے: موسوعة فقه إبراهيم نخعي:۲/۶۸۴
(۳) موسوعة الإجماع:۲/۷۳۹
(۴) دیکھئے: هندیه:۱/۲۰۱
(۵) هندیه:۱/۲۰۲، کتاب الصوم
(۶) حواله سابق

اگر حلق میں بارش یا فضا سے گرنے والا ژالہ چلا جائے، تب بھی روزہ ٹوٹ جائے گا: ''ولو دخل حلقه مطر أو ثلج أفطر في الأصح ''(۱) —— اسی طرح اگر دھواں بلا ارادہ حلق میں چلا جائے تب تو روزہ نہیں ٹوٹے گا؛ کیوں کہ انسان کے لئے اس سے بچنا دشوار ہے، لیکن اگر بالا رادہ دھواں لیا جائے، جیسا کہ عود کی دھونی لی جاتی ہے یا بیڑی، سگریٹ اور حقہ پیا جاتا ہے تو روزہ فاسد ہو جائے گا؛ کیوں کہ یہ چیزیں حلق تک پہنچ جاتی ہیں، البتہ روزہ اس وقت ٹوٹے گا جب کوئی چیز حلق تک پہنچ جائے، اگر صرف منہ کے اندر رہے اور پھر باہر پھینک دی جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا؛ کیوں کہ یہ کھانے پینے میں شامل نہیں ہے، چنانچہ اگر کسی چیز کو چبا کر پھینک دیا جائے یا چکھا جائے، اس کے اجزاء نگلے نہ جائیں تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، جیسا کہ شریعت نے روزہ کی حالت میں کلی کرنے کی اجازت دی ہے، کلی کرنے میں بھی منہ میں پانی کی رطوبت اور اس کا اثر پایا جاتا ہے، کھارا پانی ہو تو اس کا ذائقہ بھی محسوس ہوتا ہے۔

مالکیہ کا نقطۂ نظر بھی یہی ہے کہ اگر کوئی شئ اس طرح کھائی گئی کہ حلق سے نیچے اتر جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا، چاہے پانی ہو، کھانے کی چیز ہو یا کچھ اور ہو، چنانچہ علامہ دردیرؒ فرماتے ہیں :

وحاصل المسألة أن وصول الماء للحلق من منفذ أعلى ولو غير الفم مفطر ...... ومن حكم المائع البخور ونحوه فإن وصوله للحلق مفطر وإليه أشار بقوله : أو كف عن وصول بخور تتكيف به النفس كبخور عود أو مصطكى أو جاوى أو نحوها ، أو بخار قدر لطعام فمتى وصل للحلق أفسد الصوم ووجب القضاء ، ومن ذلك الدخان الذى يشرب أى يمص بنحو قصبة بخلاف دخان الحطب ونحوه وغبار الطريق ۔ (۲)

حاصل یہ ہے کہ پانی کا منفذ اصلی سے حلق تک پہنچ جانا، اگرچہ کہ منہ کے علاوہ سے ہو، ناقض صوم ہے، ...... سیال چیزوں ہی کے حکم میں دھونی وغیرہ بھی ہے، اس کا بھی حلق تک پہنچ جانا ناقض صوم ہے، اور اسی کی طرف مصنف نے

(۱) مجمع الأنهر: ۱/۲۴۵، نیز دیکھئے: رد المحتار: ۳/۳۴۸، کتاب الصوم

(۲) الشرح الصغير : ۱/۶۹۸-۶۹۹، باب الصوم

اپنے قول ''أو کف عن ......'' سے اشارہ کیا ہے کہ روزہ ایسے دھوئیں سے بھی رکنے کا نام ہے، جس سے انسان کو راحت حاصل ہوتی ہے، جیسے عود، مصطگی وغیرہ کی دھونی یا کھانے کی ہانڈی کا بھاپ، کہ جب یہ حلق کو پہنچ جائیں تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا واجب ہوجائے گی، اور اسی حکم میں وہ دھواں ہے، جو پیا جاتا ہے یعنی جسے بانس کے پائپ کے ذریعہ کھینچا جاتا ہے، بخلاف جلاون وغیرہ کے دھوئیں اور راستہ کے غبار کے۔

اسی طرح علامہ دسوقیؒ کا بیان ہے :

فمتی وصل أي دخان البخور أو بخار القدر للحلق وجب القضاء أی لأن دخان البخور وبخار القدر کل منهما جسم یتکیف به الدماغ ویتقوی به أی تحصل له قوة کالتی تحصل له من الأکل ۔ (۱)

جب بخور کا دھواں یا ہانڈی کا بھاپ حلق تک پہنچ جائے تو قضاء واجب ہوگی؛ اس لئے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک سے دماغ کو راحت وقوت حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ کھانے سے حاصل ہوتی ہے۔

البتہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ بعض فقہاء مالکیہ کے نزدیک سیال اور غیر سیال کے درمیان تھوڑا سا فرق کیا گیا ہے، سیال چیز کے حلق تک پہنچنے کے بعد غالب امکان یہی ہے کہ وہ معدہ تک بھی پہنچ جائے گی؛ لیکن جو چیز سیال نہ ہو، اس کے بارے میں بعض فقہاء مالکیہ کی رائے ہے کہ اگر وہ حلق سے گزر کر معدہ تک پہنچ جائے تب ہی روزہ ٹوٹے گا ورنہ نہیں، اور دوسرا قول وہ ہے، جسے علامہ حطاب نے نقل کیا ہے کہ چاہے کوئی چیز سیال ہو یا غیر سیال، حلق تک پہنچ جانا ہی روزہ کے ٹوٹنے کے لئے کافی ہے، پھر جن لوگوں نے سیال وغیر سیال میں فرق کیا ہے، ان کے نزدیک بھی بخور یعنی دھونی لینا سیال کے حکم میں ہے :

وحاصل المسألة أن وصول الماء للحلق من منفذ أعلی ولو غیر الفم مفطر ...... وأما غیر المائع فلا یفطر إلا إذا وصل للمعدة من

---

(۱) حاشیة الدسوقي علي الشرح الکبیر:۲/۱۵۳

الـفـم ، ولـكـن نقل الحطاب وغيره عن التلقين أن ما وصل للحلق مـفـطر مطلقاً من مائع أو غيره وهو ظاهر كلام الشيخ ، ومن حكم المائع البخور ونحوه ؛ فإن وصوله للحلق مفطر وإليه أشار بقوله : ' أو كف عـن وصـول بـخـور تتـكيف بـه النفـس ' كبخور عود أو مـصـطـكـا أو جـاوى أو نـحـوهـا ، أو بخار قدر لطعام فمتى وصل لـلـحـلـق أفسد الصوم ووجب القضاء ، ومن ذلک الدخان الذى يشـرب أى يـمـص بنحو قصبه بخلاف دخان الحطب ونحوه غبار الطريق ۔ (۱)

حاصل یہ ہے کہ بالائی منفذ سے حلق تک پانی کا پہنچنا —— اگر چہ منہ کے علاوہ سے ہو—— ناقض صوم ہے،......اور جو سیال نہ ہو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، جب تک کہ منہ کے راستہ سے معدہ تک نہ پہنچ جائے ،لیکن حطاب وغیرہ نے ''تلقین'' سے نقل کیا ہے کہ جو چیز بھی حلق تک پہنچ جائے ،اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا ، چاہے وہ سیال ہو یا غیر سیال ،اور شیخ کے کلام سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے،اور سیال چیزوں ہی کے حکم میں بخور وغیرہ ہیں، کہ ان کا حلق تک پہنچ جانا ناقص صوم ہے اور اس کی طرف مصنف نے '' أوکف...... ألخ '' سے اشارہ کیا ہے۔

اگر کوئی چیز صرف چبائی یا چکھی جائے اور نگلی نہ جائے تو اس صورت میں روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟

امام مالکؒ نے اس سلسلہ میں کراہت کا لفظ استعمال کیا ہے، چنانچہ مدونہ کی یہ عبارت قابل ملاحظہ ہے :

قـلـت : أكـان مـالک يـكـره أن يـذوق الـصائم الشئ مثل العسل والـمـلـح ومـا أشبهـه وهو صائم ، ولا يدخله جوفه ؟ فقال : نعم لا يذوق شيئا ... قال ابن القاسم : كره مالک للصائم مضغ العلک ومضغ الطعام للصبي ۔ (۲)

(۱) حاشية بلغة السالک لأقرب المسالکنا/۲۲۹-۲۳۰ (۲) المدونة الكبرى:۱/۱۷۸

میں نے دریافت کیا: کیا امام مالکؒ روزہ دار کے لئے شہد، نمک اور اس جیسی چیزوں کے چکھنے — جو پیٹ میں داخل نہ ہو، — کو مکروہ قرار دیتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں، روزہ دار کو کوئی چیز چکھنی نہیں چاہئے، ...... ابن قاسم کا بیان ہے کہ امام مالکؒ نے روزہ دار کے لئے گوند کر چبانے اور بچہ کے لئے کھانا چبانے کو مکروہ کہا ہے۔

امام مالکؒ کے یہاں بعض دفعہ کراہت سے حرمت کا معنی مراد ہوتا ہے؛ لیکن بظاہر یہاں کراہت سے کراہت ہی مراد ہے؛ کیوں کہ اصولی طور پر جب تک کوئی چیز حلق تک نہ پہنچے تو مالکیہ کے یہاں روزہ فاسد نہیں ہوتا ہے؛ لہٰذا جیسے دوسرے فقہاء کے نزدیک عام حالات میں منہ میں کھانے پینے کی چیز رکھنا یا ذائقہ چکھنا مکروہ ہے، مالکیہ کے نزدیک بھی مکروہ ہے۔

امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص کلی کرے اور یقین ہو کہ پانی جوف معدہ تک پہنچ گیا ہے، تو روزہ ٹوٹ جائے گا:

فإن استيقن أنه قد وصل إلى الرأس أو الجوف من المضمضة وهو عامد ذاكر لصومه فطره۔ (۱)

امام نوویؒ نے بھی نقل کیا ہے کہ کوئی شئ حلق سے آگے بڑھ جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا:

وقال الإمام: إذا جاوز الشئ الحلقوم أفطر۔ (۲)

شوافع کے یہاں چوں کہ یہ بات صراحت ووضاحت کے ساتھ آئی ہے کہ جب تک باہر سے جانے والی چیز کسی مجوف حصہ میں نہ پہنچ جائے روزہ نہیں ٹوٹے گا — اور پھر جوف کی حیثیت سے دماغ، آنت اور مثانہ کا ذکر کیا گیا ہے، (۳) — کی روشنی میں نیز اوپر جو عبارتیں مذکور ہوئیں، ان کو سامنے رکھ کر جو بات واضح ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ شوافع کے یہاں حلق تک کسی شئ کا پہنچنا ناقض صوم نہیں، بلکہ حلق سے گزر کر آنتوں تک پہنچنا مفسد صوم ہے، تاہم اگر دھواں اور غبار قصداً کشید کیا جائے، تب بھی اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:

(۱) كتاب الأم للشافعي:۲/۱۰۱ (۲) روضة الطالبين:۲/۳۵۶

(۳) روضة الطالبين:۲/۳۵۶،تحفة المحتاج للهيثمى:۳/۴۰۲

وما افتى به البرمادى من أنه لا يفطر بوصول الدخان إلى جوفه إذا احتوى على مجمرة البخور يتعين حمله على ما إذا لم يفتح فاه قاصدا وصول الدخان إلى جوفه ، وتقدم عن ...... ما يوافقه من أن الدخان عين يفطر ۔ (۱)

علامہ برمادی نے جوفتوی دیا ہے کہ ''پیٹ تک دھویں کے پہنچنے سے —— اگرچہ وہ بخور کی دھونی کی بھی شامل ہو، —— روزہ نہیں ٹوٹے گا'' کواسی صورت پرمحمول کرنا متعین ہے جب کہ اس نے پیٹ تک دھواں پہنچانے کی غرض سے منہ کوکھلا نہیں رکھا ہواور......کا قول پہلے گزر چکا ہے کہ دھواں عین ہے،اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

غرض کہ شوافع کے نزدیک بھی کسی چیز کا حلق سے نیچے چلا جانا مفسد صوم ہے،خواہ وہ سیال ہو، جامد ہو، یا گرد وغبار کی صورت میں ہو۔

حنابلہ نے صراحت کی ہے کہ کوئی بھی چیز حلق یا جوف معدہ یا دماغ تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا،خواہ وہ سیال ہو یا غیر سیال ،اور عادۃً اسے کھایا جاتا ہو یا نہیں، نیز وہ پگھل جانے کی صلاحیت رکھتی ہو یا نہیں :

والثاني عشر : كل ما وصل إلى الجوف أو الحلق أو الدماغ من مائع وغيره ، أى سواء كان يغذى وينماع أولا كالحصى والقطعة من الحديد والرصاص ونحوهما ۔ (۲)

اسی طرح ابن قدامہ مقدسیؒ فرماتے ہیں کہ کوئی بھی شئ کسی بھی جگہ سے پیٹ تک پہنچ جائے تو روزہ فاسد ہوجائے گا:''أو أدخل إلى جوفه شيئا من أى موضع كان''(۳)——اس مضمون کی صراحت فقہ حنبلی کی دوسری کتابوں میں بھی موجود ہے۔(۴)

(۱) تحفة المحتاج للهيثمى:۴۰۳/۳ (۲) المعتمد فى فقه الإمام أحمد :۳۱۰/۱،فصل فى المفطرات

(۲) المقنع مع الشرح الكبير والإنصاف:۴۹/۷ (۴) دیکھئے:الكافى لابن قدامه مع تحقيق تركى :۲۳۹/۲، الإقناع لطالب الإنتفاع لشرف الدين موسى مقدسى:۴۹۷/۱،منتهى الإرادات لابن نجار:۲۱/۲-۲۲

دھوئیں کی آمیزش کے ساتھ جو چیز حلق میں داخل ہو،فقہاء حنابلہ کے یہاں اس سلسلہ میں وہی رائے ہے، جو دوسرے فقہاء کے یہاں ہے کہ اگر بلا ارادہ دھواں یا غبار چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اور بالارادہ لیا جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔(۱)

روزہ کی حالت میں کسی چیز کا چبانا یا اس کا ذائقہ چکھنا اس کے بغیر؛ کہ اس کے اجزاء حلق تک پہنچیں،حنابلہ کے نزدیک بھی مفسد صوم نہیں ہے،البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے :

أو مضغ علكا فوجد طعمه فی حلقه أو ذاق طعاماً ووجد الطعم بحلقه ، فإن لم يجده بحلقه لم يضره لقول ابن عباس رضی اللہ عنہ : لا بأس أن يذوق النحل والشئ يريد شراء ه ، وكان الحسن يمضغ الجوز لابن ابنه ، يكره ذوقه بلا حاجة ، ويكره مضغ العلک الذی لا يتحلل منه أجزاء ه ۔ (۲)

یا گوند کو چبائے اور اس کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو، یا کھانے کو چکھے اور حلق میں اس کا مزا پائے (تو روزہ ٹوٹ جائے گا)،اگر حلق میں ذائقہ محسوس نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا؛ کیوں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ حرج نہیں ہے کہ شہد اور جس چیز کو خرید کرنا چاہتا ہو، اسے چکھے،حسن بصریؒ اپنے پوتے کے لئے اخروٹ چبایا کرتے تھے، ہاں، بلا ضرورت چکھنا مکروہ ہے اور گوند کو چبانا بھی مکروہ ہے،جس سے اس کے اجزاء ٹوٹ کر الگ نہ ہوتے ہوں ، یعنی اگر اجزاء الگ ہوجاتے ہوں ، تب تو روزہ ہی ٹوٹ جائے گا۔

منہ سے داخل ہونے والی چیزوں سے روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کے سلسلہ میں مذاہب اربعہ کی ان صراحتوں سے جو باتیں منقح ہوتی ہے،وہ یہ ہیں :

(۱) دیکھئے:المعتمد في فقه الإمام أحمد:۳۱۲/۲، فصل في المفطرات

(۲) المعتمد في فقه الإمام أحمد:۳۱۰/۱-۳۱۱،فصل فی المفطرات

۱- اگر کوئی چیز منہ کے راستہ سے حلق تک پہنچ جائے، خواہ وہ سیال ہو یا غیر سیال، غذا ہو یا دوا، عادۃً کھائی جاتی ہو یا نہیں، صحت جسمانی کے لئے مفید ہو یا مضر، روزہ ٹوٹ جائے گا، گو بعض فقہاء نے حلق سے تجاوز کرنے اور آنتوں تک پہنچنے کی شرط لگائی ہے، لیکن ظاہر ہے کہ اگر تھوڑی سی چیز حلق سے آگے جائے تو اس کے بارے میں یقینی اندازہ دشوار ہے اور غالب گمان یہی ہے کہ وہ معدہ تک پہنچ گئی ہوگی؛ کیوں کہ زبان سے آنتوں تک سیال مادوں کا فطری طور پر اخراج ہوتا رہتا ہے، اور اس میں کسی شئ کو آگے بڑھالے جانے کی صلاحیت ہوتی ہے؛ اس لئے اس کو متفق علیہ نقطۂ نظر سمجھنا چاہئے کہ حلق تک کسی شئ کا پہنچ جانا ناقض صوم ہے۔

۲- اگر غبار یا اپنے ساتھ ذرات کو سمیٹ کر لانے والی کسی چیز کو قصداً منہ میں لیا جائے اور حلق تک پہنچایا جائے تو اس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے، جیسا کہ فقہاء نے دھونی دینے کا ذکر کیا ہے؛ لہٰذا انہیلر اور بھاپ کے ذریعہ دوا لینا مفسد صوم ہوگا؛ کیوں کہ انہیلر میں ہوا کے ساتھ اور بھاپ میں بھی مرطوب ہوا کے ساتھ دوا کے اجزاء ہوتے ہیں، اور حلق میں ان کا ذائقہ بھی محسوس ہوتا ہے، پھر یہ حلق سے آگے گزرتے ہیں، اس لئے روزہ ٹوٹ جائے گا، اگر انہیلر کے ذریعہ دوا پھیپھڑے تک ہی جاتی ہو تب بھی وہ حلق سے گزرتی ہے اور بعید نہیں ہے کہ حلق سے کچھ اجزاء معدہ کی طرف چلے جاتے ہوں۔

۳- اگر کوئی چیز حلق تک نہیں پہنچے اور اس سے پہلے پہلے منہ کے اندر رہے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا؛ کیوں کہ یہ چکھنے اور چبانے کے حکم میں ہے، ہاں، اگر اس کے اجزاء لعاب کے ساتھ حلق تک چلے گئے اور حلق میں اس کا ذائقہ محسوس ہوا تو روزہ ٹوٹ جائے گا، امراض قلب سے متعلق وہ دوا جسے زبان کے نیچے دبا کر رکھا جاتا ہے، نگلا نہیں جاتا، اسی حکم میں ہے، اگر اس کے اجزاء لعاب دہن کے ساتھ حلق تک نہ پہنچیں تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، اور چوں کہ یہ دوا ضرورت وحاجت کے درجہ میں ہے؛ اس لئے ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق روزہ کی حالت میں اس کا استعمال مکروہ بھی نہیں ہوگا؛ کیوں کہ روزہ میں کسی شئ کا چبانا اس وقت مکروہ ہے، جب کہ اس کا یہ عمل کسی ضرورت وحاجت پر مبنی نہ ہو۔

۴- ایک مسئلہ منہ کے راستہ سے نلکیوں کے اندر لے جانے کا ہے، جس کے ذریعہ مرض کی شناخت میں مدد لی جاتی ہے، اس سلسلہ میں فی الجملہ منہ کے ذریعہ حلق سے نیچے پہنچانے کی تین صورتیں

ہوسکتی ہیں :

۱) نلکی منھ کے ذریعہ اندر پہنچائی جائے اور وہیں چھوڑ دی جائے ، اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا؛ کیوں کہ پتھر ولوہے، مٹی وکاغذ کے نگلنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے :

ولو ابتلع حصاة أو نواة أو حجرا أو مدرا أو قطنا أو حشيشا أو كاغذة فعليه القضاء ولا كفارة ۔ (۱)

۲) ایسی نلکی ہو، جس کو اندر پہنچا کر واپس کھینچ لیا جائے ،لیکن اس پر کوئی دوا یا کوئی اور چیز لگائی گئی ہو، تو روزہ فاسد ہوجائے گا ؛ کیوں کہ گزر چکا ہے کہ تھوڑی سی چیز بھی اگر حلق کے راستہ اندر چلی جائے ،حالاں کہ اس سے بچا جاسکتا تھا،تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

۳) نلکی باہر نکال لی جائے اور داخل کرتے وقت اس پر کوئی چیز نہیں لگی ہو،تو اس صورت میں روزہ نہیں ٹوٹے گا :

ولو طعن برمح أو أصابه سهم وبقي فی جوفه فسد وإن بقي طرفه خارجا لا يفسد ۔ (۲)

اگر نیزہ مارا جائے یا روزہ دار کو تیر لگ جائے ، نیزہ اس کے پیٹ میں رہ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، اگر اس کا ایک کنارہ باہر ہو تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

البتہ فقہاء شوافع کے یہاں اس سلسلہ میں دو قول ہیں : ایک روزہ کے فاسد نہ ہونے کا اور دوسرے روزہ کے فاسد ہوجانے کا :

ولو طعن نفسه أو طعنه غيره بإذنه فوصل السكين جوفه أفطر ، سواء كان بعض السكين خارجا أو لم يكن ، وكذا لو ابتلع طرف خيط وطرفه الآخر بارز ، أفطر ، بوصول الطرف الواصل ، ولا يعتبر الانفصال من الظاهر ، وحكى الخياطي وجها فيمن أدخل طرف خيط في دبره أو جوفه وبعضه خارج أنه لا يفطر ۔ (۳)

---

(۱) الفتاوی الهندية:۲۰۲/۱ (۲) الفتاوی الهندية:۲۰۴/۱،كتاب الصوم

(۳) روضة الطالبين:۳۵۸/۲

اگر اپنے آپ کو نیزہ مارلے یا کوئی دوسرا شخص اس کو اس کی اجازت سے نیزہ مارے اور چھری اس کے پیٹ میں پہنچ جائے، تو روزہ ٹوٹ جائے گا، چاہے چھری کا بعض حصہ باہر ہو یا نہ ہو، اسی طرح اگر دھاگہ کا ایک کنارہ نگل جائے اور دوسرا کنارہ باہر ہو تو پہنچنے والے کنارہ کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے گا، اور خیاطی نے ایک اور قول نقل کیا ہے کہ جس شخص کے پچھلے حصہ میں یا پیٹ میں دھاگہ کا ایک کنارہ داخل کیا جائے اور دوسرا کنارہ باہر ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

پیچھے کی شرم گاہ سے کسی چیز کا داخل کرنا

جسم کے پیچھے کی راہ معدہ کی طرف جاتی ہے اور یہ منفذ بمقابلہ آگے کے نسبتاً کشادہ بھی ہے؛ اس لئے اگر اس راہ سے کوئی شئ معدہ کی طرف پہنچائی جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا، اسی لئے فقہاء نے عام طور پر حقنہ کرنے کو ناقض صوم قرار دیا ہے، فقہاء حنفیہ میں ابن نجیم مصریؒ وعلامہ شامیؒ وغیرہ نے اس کی صراحت کی ہے، (۱) —— البتہ یہ امام ابوحنیفہؒ کی رائے پر ہے، امام ابویوسفؒ وامام محمدؒ کے نزدیک جب تک کوئی چیز منفذ اصلی سے معدہ تک نہ پہنچے روزہ فاسد نہیں ہوتا ہے؛ اس لئے ان کے نزدیک حقنہ یا کسی بھی چیز کے جسم کے پچھلے راستہ سے معدہ تک پہنچانے کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مالکیہ کے نزدیک سیال وغیر سیال چیز کے درمیان فرق کیا گیا ہے، اگر سیال شئ پیچھے کے راستہ سے پہنچائی جائے، تب تو روزہ ٹوٹ جائے گا، اور اگر سیال شئ نہیں ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا :

فإن وصل المائع للمعدة من منفذ عال أو سافل ، فسد الصوم ۔ (۲)

علامہ دردیر کا بیان ہے :

أما غير المائع فلا يفطر إلا إذا وصل للمعدة من الفم ۔ (۳)

(۱) دیکھئے: البحر الرائق: ۲/۴۸۵، رد المحتار: ۳/۳۷۶، فتاوی هندیه: ۱/۲۰۴

(۲) بلغة السالک لاقرب المسالک: ۲۲۹ (۳) الشرح الصغیر: ۱/۶۹۹

جو چیز بہنے والی نہ ہو اس سے اسی وقت روزہ ٹوٹے گا، جبکہ منہ کے راستہ معدہ تک پہنچے، ورنہ نہیں۔

خود امام مالکؒ سے منقول ہے کہ روزہ میں حقنہ سے قضاء تو واجب ہوگی کفارہ نہیں، اور یہ بھی منقول ہے کہ اگر کوئی بتی بطور حقنہ کے ڈالی جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا :

وسئل مالک عن الفتائل تجعل للحقنة ؟ قال : أری ذلک خفیفا ، ولا أری علیه فیه شیئا ۔ (۱)

شوافع بھی حقنہ کو مفسد صوم قرار دیتے ہیں؛ بشرطیکہ دوا معدہ تک پہنچ جائے، (۲) —— فقہاء شوافع میں قاضی حسین نے حقنہ کو مفسد صوم نہیں مانا ہے، مگر شوافع کے نزدیک ان کی رائے مرجوح ہے، امام نوویؒ نے اس کو قول شاذ قرار دیا ہے :

والحقنة تفطر علی الصحیح ، وقال القاضي حسین : لا تفطر ، وهو غریب ۔ (۳)

فقہاء حنابلہ بھی حقنہ کو مفسد صوم قرار دینے میں متحد نظر آتے ہیں، (۴) اور سبب یہی ہے کہ حقنہ کے ذریعہ داخل کی جانے والی شئ معدہ تک پہنچتی ہے، چنانچہ شرح کبیر میں ہے :

واختلف عنه (أی مالک) في الحقنة ، واحتج بأنه لم یصل إلی الحلق منه شئ أشبه ما لم یصل إلی الدماغ ولا الجوف ، ولنا أنه واصل إلی جوف الصائم باختیاره فیفطر کالواصل إلی الحلق ۔ (۵)

حقنہ کے مسئلہ میں امام مالک کا اختلاف ہے، ان کا استدلال ہے کہ حقنہ سے کوئی چیز حلق تک نہیں پہنچتی؛ لہٰذا یہ ایسی چیز کے مشابہ ہو گیا جو دماغ اور پیٹ تک پہنچے، ہماری دلیل یہ ہے کہ یہ روزہ دار کے پیٹ تک اس کے اختیار سے

---

(۱) المدونة الکبری:۱/۱۷۷ (۲) دیکھئے:تحفة المحتاج للهیثمی مع حواشی الشیروانی وعبادی:۳/۲۰۴

(۳) روضة الطالبین:۲/۳۵۷ (۴) دیکھئے:المعتمد:۱/۳۰۹،الإقناع:۱/۴۹۷،منتهی الإرادات :۲/۲۱،المقنع: ۷/۴۰۹،الشرح الکبیر :۷/۴۰۹ (۵) الشرح الکبیر مع المقنع والإنصاف:۷/۴۲۱

پہنچتا ہے، لہٰذا حلق تک پہنچنے والی چیز کی طرح اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

غرض کہ امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ کے نزدیک پیچھے کی راہ سے پہنچائی جانے والی دوا سے روزہ نہیں ٹوٹتا، امام مالکؒ کے یہاں اگر سیال دوا ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا، اور جوف معدہ تک پہنچنے اور نہ پہنچنے کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے کہ اگر دوا صرف اوپری سطح پر یا اوپر سے لگے ہوئے حصہ پر لگائی جائے تو بظاہر معدہ تک نہیں پہنچے گی اور اگر پائپ وغیرہ کے ذریعہ اندر یعنی مقام حقنہ تک پہنچائی جائے تو معدہ تک پہنچ جائے گی، چنانچہ بعض فقہاء نے مقام حقنہ تک پہنچنے کی شرط کا صراحۃً ذکر کیا ہے :

۱- اگر بیرونی حصہ پر دوا لگائی جائے یا بالائی سطح پر کوئی دوا لگائی جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

۲- اندرونی مسوں پر دوا لگائی جائے یا پائپ کے ذریعہ کوئی دوا اندر پہنچائی جائے، لیکن مقام حقنہ — ''مقام حقنہ'' سے مراد فضلات کے باہر نکلنے کا آخری سرا ہے، جہاں سے معدہ تک نالی شروع ہوتی ہے — تک نہ پہنچے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا، ہاں، اگر مقام حقنہ تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، بواسیر کے مسّے عام طور پر اس سے پہلے ہی ہوتے ہیں؛ اس لئے ان پر دوا لگانا مفسد صوم نہیں ہے۔

۳- اگر امراض معدہ وغیرہ کی تحقیق کے لئے کوئی آلہ اندر داخل کیا جائے اور اس پر کوئی مرطوب یا غیر مرطوب شئ لگی نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا؛ کیوں کہ روزہ اس وقت ٹوٹتا ہے، جب کہ کوئی چیز معدہ تک پہنچائی جائے اور اسے وہاں چھوڑ دیا جائے اور اگر نلکی پر دوا یا کوئی مرطوب یا جامد شئ ساتھ داخل کی گئی ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا، جیسا کہ فقہاء نے تر اور خشک انگلی کے حکم میں فرق کیا ہے :

> **ولو أدخل أصبعه في استه أو المرأة في فرجها ، لا يفسد ، وهو المختار إلا إذا كانت مبتلة بالماء أو الدهن فحينئذ يفسد لوصول الماء أو الدهن ۔ (۱)**
>
> اگر پیچھے کے راستہ میں یا عورت اپنی شرمگاہ میں انگلی داخل کرے، تو راجح قول کے مطابق روزہ نہیں ٹوٹے گا، سوائے اس کے کہ انگلی پانی یا تیل سے تر ہو،

(۱) الفتاوی الهندیة: ۱/۲۰۴، کتاب الصوم

ایسی صورت میں پانی یا تیل کے پہنچ جانے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

آگے کی شرمگاہ سے کسی شئ کا داخل ہونا

آگے کے حصہ میں ظاہر ہے کہ مردوں اور عورتوں کے درمیان فرق ہے، مرد کا راستہ تنگ ہوتا ہے اور عورت کا راستہ نسبتاً کشادہ، جس سے کسی چیز کا اندر داخل ہونا نسبتاً آسان ہوتا ہے؛ اسی لئے حنفیہ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ عورت کی شرمگاہ میں پانی یا تیل ڈالا جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، مرد کی شرمگاہ میں کوئی چیز ڈالی جائے اور مثانہ تک نہیں پہنچے، تب تو بالاتفاق روزہ نہیں ٹوٹے گا، اور پہنچ جائے تب بھی امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا، امام ابو یوسفؒ کے یہاں ٹوٹ جائے گا، حالاں کہ ان کے اُصول پر نہیں ٹوٹنا چاہئے، البتہ اگر عورت کی شرمگاہ میں قطرہ ٹپکایا جائے تو بالاتفاق روزہ ٹوٹ جائے گا، چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے :

> وإذا قطر في إحليله لا يفسد صومه عند أبي حنيفةؒ ومحمدؒ كذا في المحيط ، سواء أقطر فيه الماء أو الدهن ، وهذا الإختلاف فيما إذا وصل المثانة ، وأما إذا لم يصل بأن كان فى قصبة الذكر بعد لا يفطر بالإجماع ، وفي الاقطار في اقبال النساء يفسد بلا خلاف وهو الصحيح ۔ (۱)

نیز ابن نجیم مصریؒ رقمطراز ہیں :

> وإن أقطر في إحليله لا ، أي لا يفطر ، اطلقه فشمل الماء والدهن ، وهذا عندهما خلافا لأبي يوسفؒ ۔ (۲)

مالکیہ کے نزدیک منہ کے علاوہ کسی اور راستہ سے ـــــ جیسا کہ مذکور ہوا ـــــ غیر سیال چیزوں کا داخل کرنا مفسد صوم نہیں؛ اس لئے اگر کوئی خشک دوا مرد کے عضو خاص یا عورت کے عضو خاص میں ڈالی جائے، تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، البتہ سیال دواؤں میں وہ بھی مردوں اور عورتوں کے درمیان فرق کرتے ہیں، مرد کے عضو مخصوص میں ڈالی جانے والی دوا سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، عورت کی شرمگاہ میں ڈالی جانے

(۱) الفتاوی الهندية: ۲۰۴/۱، کتاب الصوم (۲) البحر الرائق: ۴۸۵/۲

والی سیال چیز البتہ مفسد صوم ہے :

أو وصول مائع لمعدة ...... من منفذ متسع كدبر أو قبل لا إحليل أي ثقب ذكر ۔ (۱)

علامہ دردیرؒ مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر سیال شئ بھی عورت کی شرمگاہ سے جوف معدہ تک پہنچ جائے تب روزہ ٹوٹے گا ورنہ نہیں، اور مرد کی شرمگاہ میں ڈالنے سے تو ٹوٹے گا ہی نہیں :

...... وقبل المرأة لا إن لم يصل لها ولا من إحليل ۔ (۲)

فقہاء شوافع کے یہاں اس بارے میں اختلاف رائے ہے کہ مرد کے عضو مخصوص میں دوا ڈالا جانا مفسد صوم ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں امام نوویؒ نے تین اقوال نقل کئے ہیں، ایک یہ ہے کہ اگر دوا ٹپکائی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، دوسرا قول نہ ٹوٹنے کا ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ حشفہ سے تجاوز کر جائے تب ٹوٹے گا ورنہ نہیں :

ولو قطر في إحليله شيئا ، لم يصل إلى المثانة ، فأوجه : أصحها يفطر ، والثاني : لا ، والثالث : إن جاوز الحشفة أفطر وإلا فلا ۔ (۳)

غالباً شوافع کے یہاں ترجیح اسی کو ہے اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا، چنانچہ زاد المحتاج میں ہے :

والتقطير في باطن الأذن والإحليل مفطر في الأصح ۔ (۴)

کان کے اندرونی حصہ اور مرد کے عضو تناسل کے اگلے حصہ میں قطرہ ٹپکانا صحیح تر قول کے مطابق ناقض صوم ہے۔

جب مرد کے عضو خاص میں دوا کا داخل ہونا ناقض صوم ہے، تو ظاہر ہے کہ عورت کے عضو خاص میں دوا وغیرہ کا ڈالنا بدرجۂ اولی مفسد صوم ہوگا، ــــ اس کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ شوافع نے مثانہ کو بھی جوف مانا ہے اور ظاہر ہے کہ عضو مخصوص کے ذریعہ مثانہ تک چیزوں کی رسائی ہو سکتی ہے۔

(۱) حاشية بلغة السالك لأقرب المسالك:۱/۲۳۰، نیز دیکھئے: المدونة الكبرى:۱/۱۷۷

(۲) الشرح الصغير:۱/۶۹۹ (۳) روضة الطالبين:۲/۳۵۷

(۴) زاد المحتاج:۱۰/۵۱۳

فقہاء حنابلہ کے نزدیک مرد کے عضو مخصوص میں اگر کوئی چیز ڈالی جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا؛ کیوں کہ یہ راستہ مثانہ تک جاتا ہے، جوف معدہ تک نہیں جاتا، چنانچہ ابن قدامہ فرماتے ہیں :

وإن زرق في إحليله شيئًا أو أدخل ميلا لم يبطل صومه ؛ لأن ما يصل المثانة لا يصل الجوف ولا منفذ بينهما ، إنما يخرج البول رشحا ، فهو بمنزلة ما لو ترك في فيه شيئا ۔ (۱)

اگر مرد کے عضو تناسل میں کچھ ٹپکائے یا سلائی داخل کرے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا؛ اس لئے کہ جو چیز مثانہ تک پہنچتی ہے وہ پیٹ تک نہیں پہنچتی اور ان دونوں کے درمیان منفذ نہیں ہے؛ کہ پیشاب تو مثانہ میں قطرہ قطرہ آتا ہے؛ لہٰذا یہ منہ میں کوئی چیز چھوڑ دینے کے درجہ میں ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ حنابلہ کے یہاں عورتوں کی شرمگاہ کے سلسلہ میں بھی یہی حکم ہے؛ کیوں کہ ان کے نزدیک شرمگاہ میں ڈالی جانے والی چیز اس وقت مفسد صوم ہوگی، جب کہ وہ جوف معدہ تک پہنچ جائے اور عورت کی شرمگاہ میں ڈالی جانے والی چیز جوف معدہ تک نہیں پہنچتی؛ کیوں کہ رحم اور جوف معدہ کے درمیان منفذ نہیں ہے، پس حاصل یہ ہے کہ :

۱- جمہور کے نزدیک مرد کے عضو مخصوص میں کسی دوا وغیرہ کا ڈالنا مفسد صوم نہیں ہے۔

۲- عورت کے عضو مخصوص میں خواہ وہ پیشاب کا راستہ ہو یا جماع کا، دوا وغیرہ کا ڈالنا حنفیہ اور شوافع کے نزدیک ناقض صوم ہے، البتہ مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، —— ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قدیم اطباء کے یہاں عورت کی شرم گاہ اور جوف معدہ کے درمیان منفذ تسلیم کیا جاتا تھا؛ لیکن فی زمانہ میڈیکل تحقیق اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی منفذ نہیں ہے؛ کیوں کہ اس کی انتہاء رحم پر ہوتی ہے اور رحم سے معدہ کی طرف کوئی راستہ نہیں، نیز عام دوائیں جو شرمگاہ میں ڈالی جاتی ہیں، رحم کے اندر بھی نہیں پہنچتیں، بلکہ وہ فم رحم کے اوپر ہی جذب ہو جاتی ہے، تکنیکی طور پر خصوصی آلات سے رحم کے اندر تک کوئی چیز پہنچائی جا سکتی ہے؛ اس لئے روزہ کے فساد کے سلسلہ میں فقہاء کے جو

(۱) الكافى لابن قدامة:۲/۲۴۰

بنیادی اصول ہیں، ان کو سامنے رکھ کر یہ بات زیادہ درست معلوم ہوتی ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا؛ کیوں کہ احناف کے یہاں بھی مفسدات صوم کے ذکر میں بار بار جوف تک پہنچنے کی شرط لگائی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ جب صورتِ مسئلہ بدل جائے تو حکمِ مسئلہ بھی بدل جاتا ہے۔

مصنوعی منفذ سے دواؤں کا ادخال

میڈیکل سائنس کی ترقی کی وجہ سے آج علاج کی بعض ایسی صورتوں نے جنم لیا ہے کہ قدرتی منفذ کے بغیر بھی دوا جسم کے اندر پہنچائی جاتی ہے، سوال یہ ہے کہ اگر یہ صورتِ علاج کی اختیار کی جائے تو روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟ —— اس سلسلہ میں اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر جسم میں بعینہ دوا نہ پہنچے صرف اس کے اثرات پہنچیں تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، جیسے جسم میں تیل لگایا جائے اور مسامات کے ذریعہ تیل یا پانی وغیرہ کا اثر اندر پہنچ جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا؛ کیوں کہ شریعت نے روزہ کی حالت میں وضوء اور غسل کرنے کی اجازت دی ہے، ظاہر ہے کہ غسل و وضوء میں پانی کا اثر جسم کے اندرونی حصوں تک پہنچتا ہے، چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے :

> **وما يدخل من مسام البدن من الدهن لا يفطر ، ومن اغتسل في ماء وجد برده في باطنه لا يفطره ۔ (۱)**
>
> بدن کے مسامات سے جو تیل اندر داخل ہو، اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، نیز جس نے پانی میں غسل کیا اور اندرون جسم اس کی ٹھنڈک محسوس کی ، اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ اس وقت قابل توجہ ہو جاتا ہے، جب بعینہ دوا مصنوعی راستہ سے جسم کے اندر پہنچے تو کیا حکم ہوگا؟ —— اس سلسلہ میں فقہاء کی تصریحات کو سامنے رکھنے سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اگر دوا یا داخل کی جانے والی شئ جوف معدہ اور فقہاء متقدمین کی تحقیق کے مطابق جوف دماغ تک پہنچ جائے تب تو روزہ ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں ٹوٹے گا، عام طور پر اس سلسلہ میں فقہاء نے زخم کی دو خاص صورتوں کا

---

(۱) الفتاوى الهندية :۱/۲۰۳، كتاب الصوم، نیز دیکھئے: البحر الرائق :۳/۴۷۶

ذکر کیا ہے، جائفہ یعنی پیٹ پر ہونے والا زخم جو جوف معدہ تک پہنچ گیا ہو، اور آمّہ یعنی سر پر ہونے والا وہ زخم جو جوف دماغ کی تھیلی تک پہنچ گیا ہو، کہ اگر ان دونوں میں دوا ڈالی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، حنفیہ نے صراحت کی ہے کہ اس میں سیال وغیر سیال کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے :

وفي دواء الجائفة والآمة أكثر المشائخ على ان العبرة للوصول إلى الدماغ والجوف لا لكونه رطباً أو يابساً حتى إذا علم أن اليابس وصل يفسد صومه ، ولو علم أن الرطب لم يصل لم يفسد ، هكذا في العناية ، وإن لم يعلم أحدهما وكان الدواء رطبا فعند أبي حنيفةؒ يفطر للوصول عادةً ، وقالا : لعدم العلم به فلا يفطر بالشک ، وإن كان يابساً فلا فطر اتفاقا ، هكذا في الفتح ۔ (۱)

پیٹ اور سر کے گہرے زخم میں دوا ڈالنے کے سلسلہ میں اکثر مشائخ کی رائے ہے کہ دماغ اور پیٹ تک پہنچنے کا اعتبار ہوگا، تر یا خشک ہونے کا نہیں، یہاں تک کہ اگر خشک دوا کے پہنچ جانے کا یقین ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور تر دوا کے نہ پہنچنے کا یقین ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، دونوں باتوں میں سے کسی کا بھی یقین نہ ہو اور تر دوا ہو تو چوں کہ تر دوا عادۃً پہنچ جاتی ہے؛ اس لئے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا اور صاحبینؒ نے کہا کہ صرف شک کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، اور خشک دوا ہو تو بالاتفاق روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مالکیہ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اگر جائفہ میں دوا ڈالی جائے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا؛ کیوں کہ وہ دوا کھانے پینے کے مخزن تک پہنچ ہی نہیں پاتی، کہ اگر پہنچ جائے تو آدمی جانبر نہ ہو سکے، چنانچہ علامہ دردیر — ان چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے جو مفسد صوم نہیں ہیں، — فرماتے ہیں :

...... أو في دهن جائفة وهي الجرح في البطن أو الجنب الواصل

(۱) الفتاوى الهندية: ۱/۲۰۳، كتاب الصوم

للجوف یوضع علیه الدهن للدواء وهو لا یصل لمحل الأکل والشرب والالمات من ساعته ۔ (۱)

یہ دراصل امام مالکؒ کے ممتاز شاگرد ابن وہب کا قول ہے اور انھوں نے صراحت کی ہے کہ اس میں سیال وغیر سیال دوا کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔(۲)

شوافع کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اگر ان دونوں زخموں سے جوفِ دماغ وجوفِ بطن تک دوا پہنچ جائے تو اندر داخل نہ ہو، تب بھی روزہ ٹوٹ جائے گا، چنانچہ ابن حجر ہیثمی فرماتے ہیں :

...... أو الوصول من جائفة ومامومة ونحوهما ؛ لأنه جوف محل ...... بل لو کان برأسه مامومة فوضع علیهما دواء فوصل خریطة الدماغ أفطر وإن لم یصل باطن الخریطة به یعلم أن باطن الدماغ لیس بشرط بل ولا الدماغ نفسه ؛ لأنه في باطن الخریطة وکذا لو کان بطنه جائفة فوضع علیها دواء فوصل جوفه أفطر وإن لم یصل باطن الإمعاء ۔ (۳)

...... یا پیٹ اور سر کے گہرے زخم وغیرہ کے ذریعہ جوف تک دوا پہنچ جائے ؛ اس لئے کہ یہ ایسا جوف ہے جو دوا کو تحلیل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے ؛ بلکہ اگر اس کے سر میں گہرا زخم ہو، وہ اس پر دوا رکھے اور دوا دماغ کی جھلی تک پہنچ جائے تب بھی روزہ ٹوٹ جائے گا، اگر چہ جھلی کے اندر دوا نہیں پہنچے، اس سے معلوم ہوا کہ اندرون دماغ تک پہنچنا شرط نہیں ؛ بلکہ خود دماغ تک پہنچنا بھی شرط نہیں ہے ؛ کیوں کہ دماغ تو جھلی کے اندر ہوتا ہے، اسی طرح اگر پیٹ میں گہرا زخم ہو اور اس پر دوا رکھے، جو جوف بطن میں پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، اگر چہ آنت کے اندر نہیں پہنچے۔

(۱) الشرح الصغیر:۱/۷۱۶ (۲) دیکھئے:المدونة الکبری:۱/۱۷۷

(۳) تحفة المحتاج:۳/۴۰۲، نیز دیکھئے:زاد المحتاج:۱/۵۱۳

حنابلہ کے نزدیک بھی جائفہ اور آمہ کے ذریعہ جوف بطن و دماغ تک پہنچنے والی دوا سے روزہ ٹوٹ جائے گا، چنانچہ شرح کبیر میں مفسدات صوم کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا ہے: ''أو ما يصل من مداواة الجائفة أو من دواء المأمومة ''(۱) ـــــ صاحب انصاف نے اس سلسلہ میں شیخ تقی الدین کا اختلاف نقل کیا ہے، لیکن حنابلہ کے نزدیک قول راجح یہی ہے کہ روزہ ٹوٹ جائے گا :

أو داوى الجائفة بما يصل إلى جوفه ، فسد صومه وهذا المذهب ، وعليه الأصحاب ، واختار الشيخ تقي الدين عدم الافطار بمداواة جائفة ومأمومة وحقنة ۔ (۲)

فقہاء نے اس بات کی بھی صراحت کی ہے کہ اگر مصنوعی طریقہ پر دوا وغیرہ اندر پہنچائی جائے، لیکن وہ جوف معدہ تک نہیں پہنچے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، امام نوویؒ فرماتے ہیں :

لو أوصل الدواء إلى داخل لحم الساق أو غرز فيه السكين فوصلت مخه ، لم يفطر ؛ لأنه لا يعد عضوا مجوفاً ۔ (۳)

اگر دوا پنڈلی کے گوشت کے اندر پہنچائی یا اس میں چھری گھونپی جو اس کے گودے تک پہنچ گئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، اس لئے کہ اسے جوف دار عضو نہیں شمار کیا جاتا ہے۔

علامہ حسن الکوہجی رقمطراز ہیں :

لو داوى جرحه الذى على لحم الساق أو الفخذ فوصل الدواء إلى داخل المخ أو اللحم أو غرز فيه حديدة فإنه لا يفطر ؛ لأنه ليس بجوف ۔ (۴)

اگر پنڈلی یا ران کے گوشت پر ہونے والے زخم پر دوا لگائی ، دوا گودے یا

(۱) الشرح الكبير:۷/۴۱۱، نیز دیکھئے: الكافى:۲/۲۳۹، الإقناع:۱/۴۹۷، منتهى الإرادات:۲/۲۱

(۲) الإنصاف مع المقنع والشرح الكبير:۷/۴۰۹-۴۱۰

(۳) روضة الطالبين:۲/۳۵۷ (۴) زاد المحتاج:۱/۵۱۱

گوشت کے اندر تک پہنچ گئی یا اس میں لوہا گھونپا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا،
اس لئے کہ پنڈلی جوف نہیں ہے۔

گویا حاصل یہ ہے کہ مصنوعی طریقے پر جسم میں پہنچائی جانے والی دوا یا کوئی اور چیز بعینہ جوف معدہ تک پہنچتی ہے تب تو روزہ ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں ٹوٹے گا؛ اس لئے آج کل جو انجکشن لگائے جاتے ہیں، جس سے دوائیں رگوں میں یا گوشت میں پہنچائی جاتی ہیں، یہ مفسد صوم نہیں ہیں، گلوکوز کا انجکشن بھی اصل میں رگوں ہی میں گردش کرتا ہے؛ اس لئے اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا، البتہ چوں کہ گلوکوز غذا کی ضرورت پوری کرتا ہے، بھوک کا احساس یا بھوک سے پیدا ہونے والی نقاہت اس سے کم یا ختم ہو جاتی ہے اور روزہ کی روح یہ ہے کہ انسان بھوک و پیاس کی تلخیوں کو برداشت کرے؛ اس لئے بلا وجہ روزہ میں گلوکوز چڑھانا کراہت سے خالی نہیں ہونا چاہئے، ہاں! اگر کوئی شخص بیمار ہونے کی وجہ سے گلوکوز لے، یا ضعف ونقاہٹ کی وجہ سے گلوکوز لئے بغیر روزہ نہیں رکھ سکتا ہو، تو اس کے لئے گلوکوز لینے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم

نوٹ:- اس تحریر میں جن جدید میڈیکل تحقیقات کا ذکر آیا ہے، ان کو میں نے مختلف ڈاکٹروں سے گفتگو کی روشنی میں لکھا ہے، بالخصوص حیدرآباد کے معروف ڈاکٹر، ڈاکٹر فخر الدین محمد سے نقشوں کے ذریعہ صورتِ مسئلہ کو سمجھ کر رائے قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆